REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N.61/57.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۲ — شمارہ ۳۵

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان (پنجاب) ۱۴۳۵۱۶

۱۴ ربیع الاوّل ۱۴۱۴ ہجری — ۲ تبوک ۱۳۷۲ ہش — ۲ ستمبر ۱۹۹۳ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۷ اگست۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

احبابِ جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔

چونکہ آج خطبہ جمعہ بذریعہ ڈش انٹینا سُنا نہیں جاسکا اس لئے خلاصہ خطبہ جمعہ پیش نہیں کیا جاسکا۔

—※—

اِنسان اُوپر جانے کے لئے ایک زور آور ہاتھ کا محتاج ہے

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

" انسانی فطرت ایک ایسے درخت کی طرح واقع ہے جس کے ایک حصہ کی شاخیں نجاست اور پیشاب کے گڑھے میں غرق ہیں اور دُوسرے حصہ کی شاخیں ایک ایسے حوض میں پڑتی ہیں جو کیوڑہ اور گلاب اور دُوسری لطیف خوشبوؤں سے پُر ہے۔ اور ہر ایک حصّے کی طرف سے جب کوئی ہَوا چلتی ہے تو بدبُو یا خوشبو کو جیسی کہ صُورت ہو پھیلا دیتی ہے۔ اِسی طرح نفسانی جذبات کی ہَوا بدبو ظاہر کرتی ہے۔ اور رحمانی نفحات کی ہَوا پوشیدہ خوشبو کو بپیرایۂ ظہور و بروز پہناتی ہے۔ پس اگر رحمانی ہَوا کے چلنے میں جو آسمان سے اُترتی ہے روک ہو جائے تو انسان نفسانی جذبات کی تُند و تیز ہَواؤں کے ہر طرف سے طمانچے کھا کر اور اُن کی بدبوؤں کے نیچے دب کر ایسا خدائے تعالیٰ سے مُنہ پھیر لیتا ہے کہ شیطان مجسّم بن جاتا ہے۔ اور اسفل السافلین میں گرایا جاتا ہے۔ اور کوئی نیکی اس کے اندر نہیں رہتی۔ اور کفر اور معصیت اور فسق و فجور اور تمام رذائل کے زہروں سے آخر ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور زندگی اس کی جہنّم ہوتی ہے اور آخر مرنے کے بعد جہنم میں گرتا ہے۔ اور اگر خدائے تعالیٰ کا فضل دستگیر ہو اور نفحاتِ الٰہیہ اس کے صاف اور مُعطّر کرنے کے لئے آسمان سے چلیں اور اُس کی رُوح کو اپنی خاص تربیت سے دمبدم نُورانیت اور تازگی اور پاک طاقتیں بخشیں تو وہ طاقتِ بالا سے قوّت پا کر اس قدر اُوپر کی طرف کھینچا جاتا ہے کہ فرشتوں کے مقام سے بھی اُوپر گذر جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ انسان میں نیچے گرنے کا بھی مادّہ ہے اور اُوپر اُٹھائے جانے کا بھی۔ اور کسی نے اِسی بارے میں سچ کہا ہے ؎

حضرتِ انساں کہ حدِّ مشترک را جامع است ٭ می تواند شد مسیحا مے تواند خر شدن

لیکن اِس جگہ مشکل یہ ہے کہ نیچے جانا اِنسان کے لئے سہل امر ہے۔ گویا ایک طبعی امر ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو ایک پتھر اُوپر کو بہت مشکل سے جاتا ہے اور کسی دُوسرے کے زور کا محتاج ہے لیکن نیچے کی طرف خود بخود گر جاتا ہے۔ اور کسی کے زور کا محتاج نہیں۔ پس اِنسان اُوپر جانے کے لئے ایک زور آور ہاتھ کا محتاج ہے۔ اِسی حاجت نے سلسلۂ انبیاء اور کلامِ الٰہی کی ضرورت ثابت کی ہے۔ اگرچہ دُنیا کے لوگ سچے مذہب کے پرکھنے کے معاملہ میں ہزارہا پیچ در پیچ مباحثات میں پڑ گئے ہیں اور پھر بھی کسی منزلِ مقصود تک نہیں پہنچے۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ جو مذہب انسانی نابینائی کے دُور کرنے اور آسمانی برکات کے عطا کرنے میں اس حد تک کامیاب ہو سکے جو اس کے پیرو کی عملی زندگی میں خدا کی ہستی کا اقرار اور نوعِ انسان کی ہمدردی کا ثبوت نمایاں ہو وہی مذہب سچا ہے۔ اور وہی ہے جو اپنے سچے پابند کو اس منزلِ مقصود تک پہنچا سکتا ہے جس کی اُس کی رُوح کو پیاس لگا دی گئی ہے۔"

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ ۲۶-۲۷)

جلسہ سالانہ قادیان

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال جلسہ سالانہ قادیان کے لئے ۲۴-۲۵-۲۶ دسمبر ۱۹۹۳ء کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب اس کے مطابق جلسہ سالانہ میں شرکت کا پروگرام بنائیں اور کثرت سے شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں احبابِ جماعت کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

ناظرِ دعوۃ و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر۔ نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲؍ تبوک ۱۳۷۲ ہش

دیر سے اُٹھایا جانے والا درست قدم

ایک خبر کے مطابق اسلامی ممالک کی تنظیم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ بوسنیا میں اپنے مسلمان بھائیوں کو عیسائیوں کے ظلم وستم سے چھٹکارا دلانے کے لئے اپنے اپنے ممالک کی افواج بھیجے گی۔ فی الحال سات ممالک کے اٹھارہ ہزار فوجی اِس مہم میں شامل ہوں گے۔ ان میں صرف ایران کے ہی دس ہزار فوجی ہوں گے۔

ابھی معلوم نہیں کہ اس منصوبے پر عمل بھی ہوگا یا نہیں۔ لیکن یہ بات حقیقت ہے کہ یہ دیر سے اُٹھایا جانے والا ایک درست قدم ہے۔ بوسنین مسلمان ایک عرصہ سے بنیادی انسانی حقوق سے محروم کئے جارہے ہیں۔ اور یہ انہیں صرف اور صرف اسلام کے نام پر سہنا پڑ رہا ہے۔ سرب اور کروٹس عیسائیوں نے یورپ کے باقی عیسائیوں کی شہہ پر بوسنیا میں وہ انسانیت سوز مظالم ڈھائے ہیں کہ جو ہٹلر کے دَور کو شرمانے اور ہلاکو خان و چنگیز خان کی یاد بھلاتے ہیں۔ آج دنیا کے پردہ پر ثابت ہوگیا ہے کہ مذہب کے نام پر ظلم وستم کو ہوا دینے، انسانوں کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کرنے اور انتہا پسندی کے خطرناک عزائم دِکھانے میں یورپ کے ترقی یافتہ کہلانے والے عیسائیوں نے دُنیا کی باقی تمام اقوام کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اگر ان کے دِل میں انسانی ہمدردی کا جذبہ ہوتا اور یہ اپنے بوسنین مسلمان بھائیوں کی نیک نیتی سے مدد کرنا چاہتے تو تمام ممالک تو درکنار یورپ کا صرف ایک مُلک ہی سرب اور کروٹس عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کافی تھا۔ لیکن چونکہ نیت مدد کرنے کی نہیں بلکہ نیت میں یہ فتور ہے کہ زبانی طور پر تو سربوں کے مظالم کی مذمت کی جائے لیکن عملی طور پر اس وقت تک کوئی قدم نہ اُٹھایا جائے جب تک بوسنین کا وجود دُنیا میں نہ ہونے کے برابر رہ جائے۔ چنانچہ اِسی لئے آج تک نہ تو امریکہ کی طرف سے اِس ظُلم کے خلاف کوئی قدم اُٹھایا گیا اور نہ ہی یورپ کے ممالک حرکت میں آئے۔ اور اِدھر ان ممالک کی نگرانی میں چلنے والا اقوامِ متحدہ کا بے اثر ادارہ بھی اب تک اپنی میٹھی نیند سے جاگ نہیں سکا۔

اب تک جو کچھ ہُوا وہ صرف یہ کہ بوسنیا کے تین ٹکڑے کر دیئے جانے کا منصوبہ ہے۔ بوسنین مسلمانوں کے لئے دو مختلف خطّوں پر جگہ تجویز کی گئی ہے۔ جو ملک کی صرف تیس فیصد زمین پر مشتمل ہے۔ اور باقی علاقہ سربوں اور کروٹس کو دیئے جانے کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ اس فیصلہ پر بوسنیا کے صدر عزّت بیگووچ نے مجبورًا دستخط بھی کر دیئے ہیں۔ ایسا کرکے انہوں نے اپنی طرف سے یہ سوچا ہے کہ ان کی قوم کم ازکم آئندہ کے خون خرابے سے بچ جائے گی لیکن اوّل تو یہ امکان کم ہے کہ یہ سمجھوتہ سرے چڑھ سکے گا۔ اور اگر اس پر عمل ہُوا بھی تو ایک وسیع آبادی کے ملک کے ایک حصّے سے دوسرے حصے کی طرف ہجرت کرکے جانے کے نتیجہ میں مزید ظلم وستم، مار دھاڑ اور انسانوں کو پکی ہوئی فصلوں کی طرح کاٹنے کا وہی نظارہ نظر آئے گا جو تقسیمِ ہند و پاک کے وقت یہاں نظر آیا تھا۔ اِس طرح اندیشہ ہے کہ جو کچھ بچے کھچے اور مفلوک الحال بوسنین باقی رہ گئے ہیں وہ ہجرت کے وقت ہونے والے منظّم فساد کی نذر ہو جائیں گے۔

اب تک بوسنیا میں جو کچھ ہو چکا ہے اس کو لکھتے سے دل ڈرتا اور قلم لرزتا ہے۔ ڈیڑھ لاکھ سے زائد بوسنین شہید کئے جا چکے ہیں۔ خاندانوں کے خاندان نیست و نابُود ہو چکے ہیں۔ زخمیوں کی گنتی خدا ہی جانے۔ لاکھوں بے گھر ہوکر دنیا کے مختلف ممالک میں پناہ لے چکے ہیں۔ جن کے پاس نہ اوڑھنا ہے نہ بچھونا، نہ کھانا نہ پینا اور نہ زندگی کی دیگر بُنیادی ضرورتیں۔ جن کی ہزاروں عورتیں اپنی عزّتیں لُٹوا چکی ہیں۔ اور عصمت دری کی شکار کئی مظلوم عورتیں، تو بچے جن بھی چکی ہیں۔ اور کئی بے بسی سے اُس آنے والے منحوس دن کی منتظر ہیں۔ اب تک تین درجن سے زائد شہر پُوری طرح تباہ ہو چکے ہیں۔ اور آٹھ صد مساجد شہید کی جا چکی ہیں۔ مذکورہ اعداد وشمار کی تصدیق سراجیوو کے سربین آرتھوڈکس بشپ نکولائی نے بلغراد ٹیلی ویژن پر کی ہے۔ قصور اُن معصوموں کا صرف یہ ہے کہ انہوں نے قومی ریفرنڈم کے ذریعہ اپنی آزادی کی آواز بلند کی جس میں وہ کامیاب بھی ہو گئے۔

مظالم کے ایسے خطرناک دَور میں جہاں نہ زندگی محفوظ ہے نہ عزّت وناموس کو بقا حاصل ہے۔ اور نہ ہی مذہبی آزادی کا کوئی تصوّر ہے۔ بوسنیا کے مظلوم مُسلمان یقیناً ایسی حالت میں ہیں کہ اُن پر عزّت و مذہب کو بچانے کے لئے جہاد بالسّیف فرض ہو چکا ہے۔ آج انتہائی ٹھوکریں کھانے کے بعد امریکہ اور یورپ کے مایوس کُن رویے کو دیکھنے کے بعد اور بوسنین بھائیوں کے نیست و نابود کر دیئے جانے کے بعد جس نتیجہ پر مُسلم ممالک پہنچے ہیں سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کئی ماہ پہلے اِس نتیجے پر پہنچ چکے تھے۔ آپ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰؍ اکتوبر ۱۹۹۲ء میں فرمایا تھا:-

"آج بوسنیا کے حالات اِس قسم کے ہیں کہ تمام شرائط جہاد کی وہاں پوری ہوتی نظر آرہی ہیں..... لہٰذا یہ مسلمان حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ جہاد کی تیاری کریں۔ اُن کے ساتھ پُورا تعاون کرنا ہمارا فرض ہے"۔

پھر فرمایا:-

"افسوس کی بات یہ ہے کہ مُسلمان حکومتیں اس معاملہ میں خاموش ہیں۔ اور کسی نے بھی یہ اعلان نہیں کیا کہ جس حق کی اسلام نے مسلمانوں کو اجازت دی ہے ہم اُسے استعمال کریں گے"۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو بات بیان فرمائی تھی کہ مسلمان حکومتوں کو غیروں سے اُمید لگانے کی بجائے اپنے بوسنین مسلم بھائیوں کی امداد کے لئے خود متحد اور منظّم شکل میں آگے آنا چاہیئے۔ در در کی ٹھوکریں کھانے کے بعد آج مُسلم ممالک اس فیصلہ پر مجبور ہوئے ہیں۔ لیکن اصل بات تو یہ ہے کہ جس طرح امریکہ اور اس کی حلیف طاقتوں نے بعض مُسلم ممالک کی مدد سے انصاف کے نام پر عراق جیسی مسلم قوت کو تہس نہس کرنے کے اپنے جارحانہ منصوبے پر عمل بھی کر لیا تھا۔ کیا مسلم ممالک اپنے اِس دانشمندانہ فیصلے پر عمل بھی کر پائیں گے یا ماضی کی طرح اپنے آقاؤں کی خوشی کی خاطر ان کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے گا؟

جہاں تک جماعتِ احمدیہ کا تعلق ہے وہ حتی المقدور ان مظلوم بھائیوں کی خدمت میں دن رات مصروف ہے۔ یہاں تک کہ حضرت امیر المومنین کی مُبارک تحریک کے مطابق مغربی ممالک میں ان مہاجر بھائیوں سے "مؤاخات" کا سلسلہ بھی شروع کیا جا چکا ہے —— جی ہاں! وہی "مؤاخات" جس نے آج پھر آخَرین کو مدینہ کے انصار و مہاجرین کی مؤاخات کی یاد دِلا دی ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر دُنیا کی باقی تنظیمیں کسی وقت ان مظلوم بھائیوں کی مدد چھوڑ بھی دیں تب بھی جماعتِ احمدیہ اس نیک کام سے کبھی پیچھے نہیں ہٹے گی۔

بالآخر۔ اس موقع پر یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ آج بوسنیا کے لاکھوں مہاجرین جس طرح دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان کے نوجوان مایوسی اور بے روزگاری کے عالم میں جذبۂ انتقام کی سی غضبناک کیفیت سے دوچار ہیں اگر ان بوسنین نوجوانوں نے انتہا پسندی کے خطرناک جذبات کو عملی جامہ پہنایا اور یورپ کے مختلف ممالک میں انتقامی کارروائیاں شروع کر دیں تو پھر اس کی ذمہ داری اِسلام پر نہیں ہو گی بلکہ اس کے تمام تر ذمہ دار وہ عیسائی یورپین ممالک ہوں گے جنہوں نے نہ صرف اسلام دُشمنی کی خاطر اپنی خود غرضانہ پالیسیوں کو جاری رکھا ہُوا ہے بلکہ قومی اخلاق و کردار کی بھی بیخ کنی کی ہے۔ اور یہی عین حقیقت ہے کہ ماضی میں بھی یہی لوگ مظلوم قوموں میں انتہا پسندانہ جذبات کو فروغ دینے کے ذمہ دار ہیں۔ باوجود اس کے نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی سے اپنی ہی بدعملی کو اسلامی انتہا پسندی کا نام دیتے ہیں۔

(مُنیر احمد خادم)

تمام دُنیا میں احمدی خواتین عظیم قربانیاں پیش کر رہی ہیں اور انکی قربانیوں کے نتیجہ میں خدمتِ دین کے بڑے بڑے کام ہو رہے ہیں

آج آپ لوگوں کو خدا کے حضور قربانی کی جو توفیق مل رہی ہے یہ یقیناً ان ماؤں کا دخل ہے جنہوں نے چار چار آنے آٹھ آٹھ آنے کی قربانیاں اس طرح پیش کیں گویا اپنا لہو پیش کر رہی ہیں

احمدی خواتین اس وقت دُنیا میں جو قربانی کے نمونے پیش کر رہی ہیں دنیا کی کوئی قوم اُن کے پاسنگ کو بھی نہیں آ سکتی

احمدی خواتین کی مالی قربانیوں کا ایمان افروز تذکرہ

جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر ۱۲ ستمبر ۱۹۹۲ء کو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا احمدی خواتین سے خطاب

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا اس وقت جلسہ پر آنے سے کچھ عرصہ پہلے جرمنی سے ایک دوست کا خط ملا کہ جلسہ سالانہ یوکے میں آپ نے خصوصاً عورتوں سے متعلق جو مضمون شروع کئے ہوئے ہیں اور ان کی اسلام کی خدمت کی جو شاندار مثالیں بیان کی جا رہی ہیں اگر اس مضمون کو جرمنی کے جلسہ میں جاری رکھیں تو چند سال انتظار کرنے کی بجائے ایک دو سال ہی میں یہ سلسلہ مضمون مکمل ہو جائے گا۔ اور جرمنی کا جلسہ بھی غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے اس لئے اس کا بھی حق ہے کہ اس قسم کے مختلف مضامین یہاں بھی بیان کئے جائیں۔ اس طرح انہوں نے یہ بھی مشورہ دیا کہ جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کی تقریر میں بہت سے نوٹس آپ کے باقی رہ جاتے ہیں جن کو آپ پڑھ کر سنا نہیں سکتے اور ایسی بہت سی قیمتی باتیں ہیں جو ہمارے علم میں نہیں آ سکیں تو وہ بچا ہوا مواد بھی یہاں جرمنی کے جلسہ کے آخری دن کی تقریر میں بیان کر دیا کریں تو جلسہ یو۔کے کے تسلسل میں پوری تقریر مکمل ہو جائے گی پس ان دونوں مشوروں کو میں نے قبول کر لیا اور آج ہی

(احمدی خواتین کی عظیم الشان قربانیوں سے متعلق اسی مضمون کا دوسرا حصہ)

آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ جو جلسہ سالانہ یو۔کے میں شروع کیا ہوا ہے۔

احمدی خواتین کے متعلق مغربی خواتین پتہ نہیں کیا سمجھتی ہیں کہ کن پردوں میں بند ہیں کس قسم کی زندگی گذار رہی ہیں۔ دنیا کی لذتوں سے ناآشنا قوم کی کوئی مثبت خدمت سے بے نیاز اور بس گھر کی روٹی پکائی اور بچے پیدا کئے اور اس طرح بیچاریوں نے زندگی بسر کر کے اپنی عمر گنوا دی۔ یہ بالکل جھوٹا اور غلط تصور ہے۔ میں نے جیسا کہ جلسہ یو۔کے میں یہ بات پیش کی تھی ایک کھلا چیلنج ہے تمام دنیا کی خواتین کے لئے کہ احمدی خواتین سی کوئی اور خواتین لا کر تو دکھاؤ کیسی عظمت کی زندگی ہے کتنے اعلیٰ مقاصد کے لئے وقف ہیں اور ان کے لذتوں کے معیار بدل چکے ہیں۔ تمہیں جو لذت سنگھار پٹار میں ملتی ہے۔ مختلف قسم کی لغو لذتوں کی پیروی میں ملتی ہے۔ دکھاوے نمائش اور ناچ گانوں میں ملتی ہے اس سے بہت بہتر اور بہت اعلیٰ درجے کی لذتیں احمدی خواتین کی زندگی کو معمور رکھتی ہیں اور ان کے دلوں میں ایسی باقی رہنے والی لذات ہیں جو اس زندگی میں بھی ان کا ساتھ دیتی ہیں اور اُس دنیا میں بھی جہاں ہم سب نے مر کر پہنچنا ہے۔

پس کچھ تعارف میں نے پہلے کروایا تھا اور کچھ تعارف آج کرواؤں گا کہ احمدی خواتین ساری دنیا میں مثبت طور پر کیا کچھ کر رہی ہیں۔ قوموں کی زندگی میں کتنا بھرپور حصہ لے رہی ہیں اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے۔ دنیا بھر کی تمام خواتین سے مقابلہ کر کے دیکھیں کسی قوم کی خواتین کی اتنی بھاری تعداد اتنے مثبت اور مفید کارآمد کاموں میں مصروف دکھائی نہیں دے گی۔ جیسے کہ احمدی خواتین دکھائی دیتی ہیں۔ آج میں مالی قربانیوں سے متعلق مضمون شروع کرتا ہوں۔ یہ تو ایک بہت وسیع مضمون ہے

احمدی خواتین کی مالی قربانیوں کا ایک سمندر ہے

جسے کوزے میں سمونا بہت ہی مشکل بلکہ ناممکن کام ہے نمونۃً میں نے چند باتیں آپ کے سامنے رکھنے کے لئے چنی ہیں تاکہ آپ کو بھی یاد رہے کہ آپ کون ہیں اور کس مرتبہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ آپ کی آنے والی نسلیں بھی اس بات کو یاد رکھیں کہ وہ کن نانیوں اور کن دادیوں کی بیٹیاں اور اُن کی نسلوں سے تعلق رکھنے والی ہیں اور باہر کی خواتین بھی مشاہدہ تو کریں کہ آپ ہیں کون ؟ آپ نے اپنے اندر کیا کیا دائمی حسن چھپا رکھا ہے۔

حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بات شروع کرتا ہوں۔ حضرت ام المؤمنینؓ نے ہر قسم کے چندوں میں جماعت احمدیہ کی خواتین کے لئے ایسے پاک اور دائمی نمونے پیچھے چھوڑے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے دوڑ میں کوئی تیز رفتار مضبوط جوان آگے بڑھ کر رفتار کے معیار مقرر کرتا ہے اور دوسرے ساتھی اگر اس معیار پر پورے اتریں تو مقابلے میں شامل رہتے ہیں ورنہ بہت پیچھے رہ جاتے ہیں اسی طرح اگر خواتین نیک کاموں میں دوڑ میں لگا رہی ہیں تو آپ کو اس دوڑ والے قافلے کے سر پر حضرت ام المؤمنین اماں جان نصرت جہاں بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا دکھائی دیں گی۔ یہ واقعی ہے اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ مالی قربانی کیسے کی جاتی ہے۔ اس کے نمونے حضرت اماں جانؓ نے اس زمانے میں دکھا دیئے اور اللہ کے فضل سے احمدی خواتین نے پھر کوئی کمی نہیں کی بلکہ مسلسل اسی راہ پر اسی شان کے ساتھ اسی ولولے اور جذبے کے ساتھ آگے قدم بڑھاتی رہیں۔ تحریک جدید کے چندے کی بات ہے لیکن اس سے پہلے بہت سی اور باتیں بھی قابل ذکر ہیں۔

چوہدری برکت علی صاحب وکیل المال لکھتے ہیں کہ

حضرت اماں جانؓ کا انیس سالہ حساب

تحریر کرتے ہوئے یہ نوٹ دینا ضروری ہے کہ آپ نے کسی سال بھی وعدہ نہیں فرمایا بلکہ ہر سال جوں ہی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے تحریک جدید کے چندے کا اعلان ہوتا تھا معاً بعد آپ اپنا چندہ گذشتہ سال سے اضافے کے ساتھ نقد ادا فرماتیں۔ اس طرح آپ سترہویں سال تک اپنی جیب خاص سے ادا فرماتی رہیں۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت امیر المؤمنین نے

آپ کی طرف سے سال ۱۸-۱۹ کا چندہ ادا فرمایا اور یہ چندہ ابھی بھی مسلسل جاری ہے۔ حضرت اماں جانؓ نے چندہ کا جو معیار مقرر فرمایا تھا اب خاندان کی طرف سے چندہ اسی طرح ادا کیا جا رہا ہے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے ساری جماعت واقف ہے انہوں نے حضرت میر حامد شاہ صاحب کے نام خط لکھا اس کا ایک اقتباس سننے اور سنانے کے لائق ہے فرماتے ہیں۔ "منارہ کے لئے زمین بفضل خدا ان کو مل گئی۔ حضرت اقدسؑ کی توجہ ازبس اس طرف مبذول ہے۔ قوم کی طرف سے چندہ آرہا ہے مگر ازبس قلیل ہے۔ حضرت نے کل ایک تجویز کی ایک سو آدمی جماعت سے ایسے منتخب کئے جائیں کہ ان کے نام حکماً اشتہار دیا جاوے کہ سو سو روپے ارسال کریں خواہ عورتوں کا زیور بیچ کر۔ درحقیقت یہ تجویز نہایت عمدہ ہے اور ایسی دینی ضرورتوں میں قوم کا روپیہ کام نہ آئے تو پھر کب۔ یاد رکھیں کہ اس زمانے میں روپے کی کتنی قیمت تھی کہ دس ہزار روپیہ کل چاہیئے تھا۔ منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے اور اس کی ایک ترکیب سوجھی کہ سو آدمی اگر سو سو روپیہ دیں تو اتنی بڑی قربانی ہوگی کہ اس سے منارہ بھی بن جائے گا۔ اور رہتی دنیا تک ان لوگوں کا نام یاد رکھا جائیگا) بیوی صاحبہ نے (یعنی حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا) ایک ہزار روپیہ چندہ منارہ میں لکھوایا۔ دہلی میں اُن کا ایک مکان ہے اس کو فروخت کا حکم دیا ہے وہ اس چندہ میں دیا جائے گا۔ تو حضرت اماں جانؓ نے خاموشی کے ساتھ ابتداء میں جو قربانیاں کی ہیں وہ عام طور پر لوگوں کے سامنے نہیں آئیں مگر چونکہ عورت کی قربانی کا ذکر اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ حضرت اماں جانؓ کی قربانیوں کے ذکر سے اس مضمون کو شروع کیا جائے۔

لنگر خانے کے اخراجات کیسے چلا کرتے تھے اس کے متعلق ایک واقعہ جس میں حضرت اماں جان رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی عظیم قربانی بھی شامل ہے وہ میں آپ کو سناتا ہوں۔ ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر خرچ نہ رہا۔ ان دنوں جلسہ سالانہ کے لئے چندہ الگ نہیں آیا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے پاس جو کچھ ہوا کرتا تھا اسے خرچ کرتے چلے جاتے تھے۔ کچھ تحائف باہر سے محبت کرنے والے احمدی بھجوا دیا کرتے تھے کچھ خاص ضروریات کے پیش نظر معین رقمیں پیش کردیا کرتے تھے لیکن جلسہ سالانہ کے لئے کوئی الگ رقم باقاعدہ کہیں محفوظ نہیں ہوا کرتی تھی تو ایسی حالت میں میر ناصر نواب صاحبؓ نے جو لنگر خانے کا انتظام کیا کرتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ رات کو مہمانوں کے لئے کوئی سالن نہیں ہے یعنی اندازہ کریں اُس زمانے میں کس قدر غربت کا حال تھا کہ مہمانوں کے لئے روٹی کا تو انتظام تھا لیکن وہاں سالن کے لئے کوئی انتظام نہیں تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے (یعنی حضرت اماں جان کو اس وقت بیوی صاحبہ کہا جاتا تھا) کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے فروخت کر کے سامان کر لیں۔ حضرت اماں جانؓ میر ناصر نواب صاحب کی بیٹی تھیں تو کہا جائیں اپنی بیٹی کے زیور پکڑیں اور آپ کو کیا چاہیئے چنانچہ وہ گئے۔ اور حضرت اماں جانؓ کا زیور فروخت یا رہن کر کے روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لئے سامان بہم پہنچا دیا۔ اس کے بعد پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آج کا گذارہ تو ہوگیا کل کا کیا بنے گا۔ آپ نے فرمایا کل کا میرا خدا حافظ ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ اسی طرح گذارے چلتے ہیں خدا نے ضمانت دے رکھی ہے وہی ہے جو انتظام کریگا۔ اور دوسرے دن اتنے منی آرڈر اکٹھے ملے کہ سب حیران رہ گئے اور اللہ کے فضل سے پھر کسی قسم کی روک پیدا نہیں ہوئی۔

پس یہ جو اچانک سامان کی فراہمی میں انقطاع ہوا یہ غالباً خدا تعالیٰ نے اس لئے کیا کہ حضرت اماں جانؓ کو غیر معمولی قربانی کی توفیق بھی مل جائے اور آئندہ آنے والی احمدی خواتین کے لئے ایک قابل تقلید پاک نمونہ ہمیشہ کے لئے باقی رہ جائے۔

حضرت سیدہ ام ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی والدہ کا بھی بڑی محبت اور جذبہ تشکر کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ذکر فرمایا۔ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں اس طرح تحریک کی جس طرح حضرت خدیجہؓ کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی تحریک کی تھی۔ الفضل جو حضرت مصلح موعود نے جاری فرمایا تھا اُس کا ذکر فرما رہے ہیں اُس وقت تو آپ مصلح موعود نہیں تھے لیکن آپ ہی اس کے بانی مبانی ہیں چنانچہ جب اس کے لئے ضرورت پیش آئی تو حضرت ام ناصر نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں روپیہ لگانا ایسے ہی ہے جیسے اندھیرے کنویں میں پھینک دینا، اپنا تمام زیور فروخت کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اور بچپن کے دو کڑے بھی دے دیئے جو انہوں نے اپنی بیٹی عزیزہ ناصرہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ کے لئے رکھے ہوئے تھے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ میں وہ زیور لے کر فوراً لاہور چلا گیا اور پونے پانچ سو کے وہ دونوں کڑے فروخت ہوئے۔ یہ ابتدائی سرمایہ الفضل کا تھا۔ الفضل اپنے ساتھ میری بے بسی کی حالت اور میری بیوی کی قربانی کو ہمیشہ تازہ رکھے گا۔ حضرت مصلح موعودؓ کا یہ فقرہ بڑا دردناک ہے کہ "میری بے بسی کی حالت" لیکن اللہ کی شان دیکھیں کہ وہ بے بسی کی حالت کیسے تبدیل کی کہ آج دنیا کے کونے کونے میں احمدی خواتین اتنی عظیم قربانیاں کر رہی ہیں کہ بہت ... سے کام ان کی قربانیوں سے چلائے جا رہے ہیں اور پرانے زمانے کی باتیں ... حیران ہوتا ہے کہ کبھی جماعت کو اتنی بھی ضرورت پیش ہوا کرتی تھی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی حضرت سیدہ ام ناصر رضی اللہ عنہا کی قربانی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ غالباً یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگی کہ سیدہ ام ناصرؓ کو جو جیب خرچ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے ملتا تھا اُسے وہ سب کا سب چندہ میں دے دیا کرتی تھیں اور اولین موصیوں میں سے بھی تھیں۔ بہت خاموش طبیعت تھی دکھاوے سے بہت متنفر اور قربانیاں خاموشی کے ساتھ بغیر کسی کو بتائے پیش کیا کرتی تھیں لیکن خدا تعالیٰ نے چونکہ ذکر کو زندہ رکھنا تھا اس لئے ان کی قربانی کی روح کی ایک دو جھلکیاں ہمارے لئے احمدیہ لٹریچر میں محفوظ کر دی گئیں۔

اب میں دوسری خواتین کی باتیں کرتا ہوں۔ احمدی خواتین میں قربانیوں کا جذبہ کیسا تھا اور ابھی بھی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک احمدی خاتون کے متعلق فرمایا کہ اس کے خاوند نے مجھے بتایا کہ میں تو کوئی اچھا احمدی نہیں تھا ایسا ویسا ہی تھا۔

میری بیوی نے مجھے اچھا احمدی بنایا ہے

وہ کہتے ہیں اس طرح کہ جب میں تنخواہ لے کر گھر آتا تھا تو میری بیوی مجھ سے پہلے یہ پوچھا کرتی تھی کہ چندہ دے آئے ہو تو میں کہدیتا تھا کہ ابھی نہیں کل دے دوں گا جلدی کیا ہے تو کہتی تھی کہ جب تک اس روپے میں خدا کا مال شامل ہے میرے لئے حرام ہے پھر تو آج کھانا نہیں پکاؤں گی پہلے چندہ دے کر آؤ مجھے رسید دکھاؤ تب میں کھانا پکاؤں گی چنانچہ وہ کہتے ہیں میں یہی طرح کیا کرتا تھا وہ بیوی کی قربانی تھی جس نے مجھے اچھا احمدی بننے کے راز سکھائے اور اللہ کے فضل سے اب میں صف اول کا احمدی بن چکا ہوں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ جب تقسیم ملک ہوئی اور ہم ہجرت کر کے پاکستان آئے تو جالندھر کی ایک عورت مجھے ملنے کے لئے آئی ہم رتن باغ لاہور میں مقیم تھے وہیں آکر ملی اور اپنا زیور نکال کر کہنے لگی کہ حضور یہ میرا زیور چندے میں دے دیں اُس زمانے میں بہت ضرورت ہوا کرتی تھی۔ بہت زیادہ غربت تھی۔ مجھے یاد ہے کہ پارٹیشن کے بعد رتن باغ میں جہاں ہم ٹھہرے ہوئے تھے سارے خاندان کا خرچ حضرت مصلح موعودؓ پر تھا اور روٹی کا راشن تھا ایک روٹی سے زیادہ کسی کو نہیں ملتی تھی اور بعض بچے شور مچاتے تھے کہ ہم ایک ...

نہیں کھائیں گے تو دوسری روٹی چاہیئے اور ابھی چند دن پہلے ہماری ایک عزیزہ چچا کی بیٹی نے لندن میں مجھے بتایا کہ پہلے آدھی روٹی مقرر ہوئی تھی اور ہم نے ہڑتال کر دی تھی کہ ہم نے آدھی روٹی نہیں کھانی۔ چچا ابا کی بچیاں بے شک کھائیں ہم نہیں کھائیں گے۔ یعنی حضرت مصلح موعودؓ کے بچے کھا سکتے ہیں تو کھائیں ہم نہیں کھا سکتے تو پھر وہ راشن بڑھا کر ایک روٹی کر دیا گیا اور وہ بھی ہلکی روٹی ہوا کرتی تھی پوری نہیں ہوتی تھی تو یہ اس زمانہ کی بات ہے جب کہ اس قدر غربت کا سال تھا لٹ لٹا کر پہنچے تھے نئے انتظامات ابھی شروع نہیں ہوئے تھے تو حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں وہ عورت آئی اور مجھے کہا میرا سارا زیور لے لیں۔ میں نے اسے سمجھایا کہ دیکھو دن کون سے ہیں تمہیں بھی ضرورت ہے۔ تمہارے خاندان کو ضرورت ہوگی۔ یہ دیکھ تو اس نے کہا کہ بات یہ ہے کہ یہ زیور جب میں ہجرت کے وقت گھر سے نکلی تھی تو اس نیت سے لے کر نکلی تھی کہ میں اسے خدمت دین میں پیش کروں گی۔ باقی سب چیزیں (لٹ گئیں) یہ بھی لٹ سکتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے میری اس نیت کی وجہ سے اس کی حفاظت فرمائی ہے۔ اس لئے یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ میں اسے اپنے گھر رکھوں آپ سارا لیں یہ دے کے جاؤں گی۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ میں پھر مجبور ہو گیا اور اس کا سارے کا سارا زیور جماعت کے کام میں آیا۔ اُس زمانہ میں چونکہ جماعت کو ضرورت بہت تھی اس لئے یقیناً اس سے بہت زیادہ فائدہ پہنچا ہو گا۔

یہ قربانیاں صرف ایک ملک اور ایک خطہ کی عورتوں کی طرف سے نہیں ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ

افریقہ میں بھی خدا کے فضل سے احمدی خواتین بہت قربانیاں کر رہی ہیں

خود محنت کر کے کماتی ہیں اور پھر جو کچھ ہاتھ آتا ہے قربانیوں کی تحریکوں کے وقت بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں ایک ایسی ہی خاتون کا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ذکر فرمایا۔ نائیجیریا کے دورہ پر گئے تو آپ نے بیان کیا کہ میرے علم میں افریقی ممالک کا کوئی بھی اکیلا مرد ایسا نہیں ہے جس نے بیک وقت ۲۵ ہزار چندہ دیا ہوا ہو لیکن جب افریقہ کے دورہ پر نائیجیریا میں میں نے تحریک کی کہ ہم چاہتے ہیں کہ ایک احمدیہ ریڈیو سٹیشن قائم کیا جائے تو اکیلی ایک عورت نے ۲۵ ہزار پاؤنڈ چندہ اس تحریک میں پیش کیا۔ تو دنیا بھر میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوا ہے۔ احمدی خواتین غیر معمولی قربانیاں پیش کر رہی ہیں اور جماعت جو ترقی کر رہی ہے اس میں ان قربانیوں کا دو طرح سے دخل ہے۔ اوّل تو مالی ضروریات کا اس زمانے میں اس طرح مہیا ہو جانا کہ کسی جگہ بھی تنگی محسوس نہ ہو یہ اللہ تعالیٰ کا غیر معمولی فضل ہے اور دنیا کی کسی اقتصادی قوم میں ایسی مثال دکھائی نہیں دیتی۔

میں نے بارہا اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ جب بھی میں نے کوئی تحریک کی ہے۔ کسی دینی کام کے لئے ضرورت پیش آئی ہے تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مجھے فکر ہو کہ یہ کام کیسے چلے گا اللہ تعالیٰ ہر ضرورت سے زیادہ ہی مہیا فرماتا رہا ہے۔ یورپین مراکز کے لئے جو میں نے تحریک کی تھی اس میں عورتوں نے کس طرح قربانی کی اس کے نمونے میں آپ کے سامنے پڑھ کر سناؤں گا۔ اس سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ احمدی خواتین اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیکی کے کاموں میں تمام دنیا کی خواتین سے آگے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرانے زمانے کا ذکر فرماتے ہیں کہ جب ابھی بہت زیادہ غربت تھی۔ کہتے ہیں ایک بڑھیا خاتون نے جس کا خاوند فوت ہو چکا تھا حضور کی تحریک پر باوجود غربت کے وعدہ کیا کہ آٹھ آنے ماہوار ادا کروں گی۔ آپ اندازہ کریں اس وقت آٹھ آنے کی کیا قیمت تھی اور اُس زمانے میں آٹھ آنے ماہوار ادا کرنا اُن کے لئے کتنا مشکل تھا لیکن چند مہینے اُس نے آٹھ آنے ماہوار ادا کئے اور اس کے بعد پھر بے اختیار ہو گئی کہ مجھے وعدہ پورا کرنے میں ایک سال لگے گا تو حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں باقی بقایا پیش کرتے ہوئے اُس نے کہا کہ آپ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ خواہ فاقے کرنے پڑیں لیکن میں اکٹھا دوں گی۔ وہ آٹھ آنے بچانے کے لئے واقعۃً اُس عورت کو فاقے درپیش تھے تو ظاہر ہے

ایک بہت معمولی قربانی تھی لیکن وہ جذبہ وہ اخلاص وہ حیرت انگیز اللہ تعالیٰ کی محبت ہے تو یہ ہو کہ اپنے اموال پیش کرنا یہ وہی ہے جو آج ساری جماعت کے کام آ رہا ہے۔

پس دوسرا پہلو عورتوں کی مالی قربانی کا یہ ہے کہ اُن کی قربانیاں جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوتی ہیں تو وہ زندہ جاوید بنادی جاتی ہیں۔ زندہ جاوید اس طرح نہیں کہ اُن کا ذکر چلتا ہے۔ بلکہ اس طرح کہ وہی قربانیاں جب جو آئندہ نسلوں میں سرایت کر تی چلی جا رہی ہیں۔ آج جو آپ لوگوں کو جیسے عظیم و غیر معمولی قربانیوں کی توفیق مل رہی ہے اس میں یقیناً اُن ماؤں کا دخل ہے جنہوں نے چار چار آنے آٹھ آٹھ آنے کی قربانیاں اس طرح پیش کیں گویا اپنا لہو پیش کر رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس لہو کو ایسے رنگ لگائے کہ آج تمام دنیا میں خواتین عظیم قربانیاں پیش کر رہی ہیں اور ان کی قربانیوں کے نتیجہ میں خدمت دین کے بڑے بڑے کام لئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس جذبے کو ہمیشہ سلامت از روز افزوں اور قائم رکھے۔

ملکانہ کا زمانہ جو شدھی کا دور تھا ہندوستان میں ایک وقت ایسا آیا تھا کہ ہندوؤں نے بڑے وسیع پیمانے پر راجپوت مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک شروع کی۔ باقی مسلمان تو اشتعال انگیز تقریریں کرتے رہے بڑے بڑے دعوے کرتے رہے لیکن جماعت احمدیہ کی طرف سے حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر کثرت کے ساتھ احمدیوں نے اپنے آپ کو پیش کیا کہ وہ اپنے خرچ پر جائیں گے اور اپنے خرچ پر رہیں گے۔ وہاں کی غربت کے حالات کی وجہ سے یہ بھی ضرورت تھی کہ کچھ کپڑے پیش کئے جائیں تو احمدی خواتین نے وہاں کی مسلمان بہنوں کو ہندوؤں کے لالچ سے بچانے کے لئے اپنے کپڑے پیش کر دیئے اپنے دوپٹے دیئے۔ ایک مورخ احمدیت لکھتے ہیں کہ جب عورتیں دوپٹے پیش کر رہی تھیں تو وہ ایسا غربت کا دور تھا کہ ۲۰ دوپٹے پیش ہوئے تو اس کا اخباروں میں اشتہار نکلا الفضل میں یہ بات شائع ہو گئی کہ قادیان کی احمدی خواتین نے ۲۰ دوپٹے پیش کئے ہیں۔ آج آپ کے لئے دوپٹے چیزوں کی حیثیت ہی کوئی نہیں ہے۔ بلکہ بعض بچیاں تو اُن کی ضرورت بھی نہیں سمجھتیں لیکن اُس زمانہ میں ۲۰ دوپٹے پیش کرنا بڑی بات تھی۔ چنانچہ ہمشیرہ امۃ القیوم جو اس وقت چھوٹی سی تھیں انہوں نے چھوٹی سی ایک چیز پیش کر دی کہ کسی ملکانی عورت کی بچی کو میری طرف سے پیش کر دینا، اس میں ان کا بھی ذکر آیا ہوا ہے۔

اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ

مساجد کی تعمیر میں احمدی خواتین نے کتنا عظیم کردار ادا کیا ہے

اور یہ ذکر جرمنی سے چلتا ہے اور اس لحاظ سے جرمنی میں اس کا ذکر کرنا مناسب حال ہے۔ سب سے پہلے جب برلن مسجد کی تحریک ہوئی تو حضرت مصلح موعودؓ نے احمدی خواتین سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ برلن مسجد کا سارا خرچ احمدی خواتین ادا کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خواتین نے اس دعوت کو قبول کیا اور بڑے جذبے کے ساتھ اس پر لبیک کہا اور عظیم الشان قربانیوں کے نظارے آسمان احمدیت پر ستاروں کی صورت میں چمکتے گئے۔ اسی طرح مسجد فضل لندن کی تعمیر میں بھی احمدی خواتین نے غیر معمولی کردار ادا کیا اور مسجد مبارک ہیگ میں بھی جو احمدی خواتین کی قربانی سے بنائی گئی۔ مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن بھی احمدی خواتین کی قربانی سے بنائی گئی۔ حضرت مصلح موعودؓ حضرت اماں جانؓ کے متعلق فرماتے ہیں کہ بڑی رقموں میں سے ایک رقم حضرت ام المومنینؓ کی طرف سے پانچ سو روپے کی تھی ہماری جائیداد کا ایک حصہ فروخت ہوا تھا اس میں سے جو ان کا حصہ بنتا تھا انہوں نے وہ سب کا سب اس چندہ میں دے دیا۔ میں جانتا ہوں کہ اُن کے پاس بس یہی نقد مال تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس جرمنی کی مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ آپ نے جب تحریک فرمائی کہ اس کام کو صرف عورتیں مکمل کریں تو یہ سلسلہ کی بہترین خدمات میں سے ایک خدمت شمار ہو گی اور آئندہ آنے والی نسلیں ہماری عورتوں کی سعی اور اُن کی ہمت کو دیکھ کر اپنے

ایمانوں کو تازہ کریں گی اور ان کے دلوں سے بے اختیار اُن کے لئے دُعا نکلے گی جو ہمیشہ کے لئے موت کے بعد کی زندگی میں اُن کے درجوں کی ترقی کا موجب ہوتی رہے گی۔ پس اس قدر چندہ کی وصولی خاص تائید الٰہی کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اس چندہ کے ساتھ شامل ہے کہ اُن دنوں میں قادیان کے لوگوں کا جوش و خروش دیکھنے کے قابل تھا اور اس کا وہی لوگ ٹھیک اندازہ کر سکتے ہیں جنہوں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا مرد اور عورت اور بچے سب ایک خالص نشہ محبت میں چور نظر آتے تھے کئی عورتوں نے اپنے زیور اتار دیئے اور بعض نے ایک دفعہ چندہ دے کر پھر دوبارہ جوش آنے پر اپنے بچوں کی طرف سے چندہ دینا شروع کیا پھر بھی جوش کو دبتا نہ دیکھ کر اپنے وفات یافتہ رشتہ داروں کے نام سے چندہ دیا۔ چونکہ جوش کا یہ حال تھا کہ ایک بچے نے جو ایک غریب اور محنتی باپ کا بیٹا تھا مجھے ساڑھے تیرہ روپے بھیجے کہ مجھے جو پیسے خرچ کے لئے ملتے تھے اُن کو میں جمع کرتا رہتا تھا وہ میں سب کے سب اس چندہ کے لئے دیتا ہوں نا معلوم کن کن امنگوں کے تحت اس بچے نے وہ پیسے جمع کئے ہوں گے لیکن مذہبی جوش نے خدا کی راہ میں ان پیسوں کے ساتھ اُن امنگوں کو بھی قربان کر دیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ، اُس زمانے میں برلن مسجد کی تعمیر کی تحریک کے دوران

ایک احمدی پٹھان عورت

کی قربانی کا ذکر فرماتے ہیں کہتے ہیں ضعیف تھی چلتے وقت قدم سے قدم نہیں ملتا تھا لڑکھڑاتے ہوئے چلتی تھی میرے پاس آئی اور دو روپے میرے ہاتھوں میں تھما دیئے۔ زبان پشتو تھی اردو ایک آدھ لفظ تھوڑا تھوڑا بولتی تھی۔ اتنی غریب عورت تھی کہ جماعت کے وظیفے پر پل رہی تھی اُس نے اپنی جوتی کو ہاتھ لگا کر دکھایا کہ یہ جماعت کی ہے۔ اپنی قمیص کو ہاتھ میں پکڑ کر بتایا کہ یہ جماعت کی ہے جوتی کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ بھی جماعت کی ہے اور جو وظیفہ ملتا تھا اس میں سے جو دو پیسے تھے کہتی ہے وہ بھی جماعت ہی کے تھے میں نے اپنے لئے اکٹھے بچائے ہوئے تھے اب میں یہ جماعت کے حضور پیش کرتی ہوں۔ کتنا عظیم جذبہ تھا وہ دو روپے جماعت ہی کے وظیفے سے بچائے ہوئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے حضور اُس دو روپے کی عظیم قیمت ہوگی۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں اُس نے کہا یہ جوتی دفتر کی ہے میرا قرآن بھی دفتر کا ہے یعنی میرے پاس کچھ نہیں ہے میری ہر چیز مجھے بیت المال سے ملتی ہے۔ فرماتے ہیں اس کا ایک ایک لفظ ایک طرف تو میرے دل پر نشتر کا کام کر رہا تھا۔ دوسری طرف میرا دل اُس محسن کے احسان کو یاد کر کے جس نے ایک مردہ قوم میں سے زندہ اور سرسبز روحیں پیدا کر دیں شکر و امتنان کے جذبات سے لبریز ہو رہا تھا اور میرے اندر سے یہ آواز آرہی تھی خدایا! تیرا مسیحا کس شان کا تھا جس نے ان پٹھانوں کی جو دوسروں کا مال لوٹ لیا کرتے تھے ایسی کایا پلٹ دی کہ وہ تیرے دین کے لئے اپنے وطن۔۔۔ اور اپنے عزیز اور اپنے مال کو قربان کر دینے کو ہی ایک نعمت سمجھتے ہیں۔

برلن مسجد کے ضمن میں فرمایا ایک پنجابی بیوہ عورت نے جس کے پاس زیور کے سوا کچھ نہ تھا اپنا ایک زیور مسجد کے لئے دے دیا ایک اور بیوہ عورت جو کئی یتیم بچوں کو پال رہی تھی اور زیور اور مال میں سے کچھ بھی پیش کرنے کے لئے موجود نہ تھا اپنے استعمال کے برتن چندہ میں دے دیئے ایک ہما گلپوری دوست کی بیوہ دو بکریاں لئے الدار میں پہنچی اور کہا کہ ہمارے گھر میں ان کے سوا اور کوئی چیز نہیں یہی دو بکریاں ہیں جو قبول کی جائیں۔

برلن مسجد کیلئے ایک غریب عورت کی قربانی

کا یہ ذکر تاریخ احمدیت میں ملتا ہے ایک خاتون نے اپنا زیور چندہ میں دے دیا تھا دوبارہ گھر گئی کہ بعض برتن بھی لا کر حاضر کروں۔ اس کے خاوند نے کہا تو زیور دے چکی ہے اب برتن بھی لے کے جا رہی ہے اُس کا جواب سُنئے۔ اُس نے جواب دیا کہ میرے دل میں اس قدر جوش پیدا ہوا ہے کہ اگر خدا اور اس کے دین اور اس کے رسول کو ضرورت پیش آئے اور یہ جائز ہو تو میں تجھے بھی فروخت کر کے چندے میں دے دوں۔ یعنی اپنے خاوند کو کہتی ہے کہ تم برتنوں کی بات کر رہے ہو اگر یہ جائز ہو اللہ کی طرف سے اجازت ہو آج میرا بس چلے تو تجھے بھی بیچ دوں اور جو پیسے آئیں وہ بھی چندے میں دے دوں۔

یہ جرمنی ملک جس میں ہم اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں ان کا جماعت پر بڑا احسان ہے۔ مگر وہ قربانیاں جو غریبوں نے جرمن قوم کو دین سکھانے کے لئے پیش کی تھیں وہ چند آنوں کی ہوں، بکریوں کی ہوں، دو پیسوں کی ہوں، یا زیورات کی یا گھر کے برتنوں کی امر واقعہ یہ ہے کہ اُن کی چمک دمک کو آئندہ زمانوں کی کوئی بھی قربانیاں ماند نہیں کر سکتیں۔ قربانی کا تعلق دل کے جذبوں سے ہوا کرتا ہے۔ پیسوں کو مقدار قربانی نہیں بنایا گیا وہ ولولے وہ جذبے وہ پگھلتی ہوئی روح جو قربانی کو پیش کرنے کے لئے بے قرار ہوا کرتی ہے۔ وہی ہے جس سے قربانی کے معیار بنتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ احمدی عورتوں نے جرمنی کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے اور جرمن قوم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل کرنے کی خاطر خدا تعالیٰ کے حضور جو قربانیاں پیش کی ہیں ان سے اگرچہ وہ مسجد تو نہیں بن سکی مگر یہ قربانیاں ہمیشہ زندہ رہیں گی اور میں سمجھتا ہوں یہی وہ قربانیاں ہیں جنہوں نے آئندہ آنے والی احمدی نسلوں کے لئے رفتار کے وہ معیار مقرر کر دیئے تھے جن پر آج بھی جماعت احمدیہ کی عورتیں اسی دھن کے ساتھ اُسی جذبے کے ساتھ اُسی ولولے کے ساتھ گامزن ہیں۔

جب مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن کی تحریک ہو رہی تھی اور عورتیں جس طرح والہانہ طور پر سب کچھ حاضر کر رہی تھیں تو اتفاق سے ایک غیر احمدی عورت بھی وہاں بیٹھی یہ نظارہ دیکھ رہی تھی اُس نے یہ تبصرہ کیا کہ ہم نے دیوانہ وار لوگوں سے پیسے لیتے تو دیکھا ہے لیکن دیوانہ وار پیسے دیتے کبھی نہیں دیکھا یہ آج احمدی عورتوں نے ہمیں بتایا ہے کہ پیسے لیتے ہوئے جوش نہیں ہوا کرتا اصل جوش وہ ہے جو پیسے دیتے وقت، خدا کی راہ میں مالی قربانیاں پیش کرتے وقت دکھایا جائے۔ اللہ کے فضل کے ساتھ یہ وہ زندگی کی علامت ہے جس نے احمدی خواتین کو سب دنیا میں ممتاز کر دیا ہے۔

نائیجیریا میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تحریک فرمائی تو میں نے بتایا ہے کہ ایک خاتون نے ۲۵ ہزار پاؤنڈ پیش کئے اسی طرح ایک اور خاتون الحاجہ الارگا نے بھی دس ہزار پاؤنڈ مسجد کے لئے پیش کئے۔

امریکہ میں پرانے زمانوں میں بہت غربت تھی یعنی احمدی چونکہ اکثر افراد امریکنز میں سے آئے تھے اور ان کے حالات اُس زمانے میں بہت ہی غربت کے حالات تھے تو احمدی خواتین محنت کر کے اپنی قربانی کی روح کو تسکین دیا کرتی تھیں۔ ہماری ایک مخلص احمدی خاتون ہیں وہ کلیولینڈ اوہائیو سے تعلق رکھتی ہیں انہوں نے بتایا ہے کہ ہم اتنے غریب تھے اور میرا سارا خاندان اتنا شکستہ حال تھا کہ کچھ بھی ہم خدمت کرنے کے لائق نہیں تھے۔ میں اپنے خدمت کے جذبے کو تسکین دینے کے لئے یہ کیا کرتی تھی کہ جمعہ کے روز علی الصبح مشن ہاؤس چلی جاتی اپنے ساتھ پانی کی بالٹی لے جاتی تھی اور گھر میں بنائے ہوئے صابن کا ٹکڑا اور کپڑا لے جاتی تھی یعنی اُس زمانے میں امریکہ جیسے ملک میں بھی ان کو صابن خریدنے کی توفیق نہیں تھی گھر میں بنایا کرتی تھیں اور پھر جا کے ساری مسجد کو دھوتی پالش کرتی اور جمعہ سے پہلے اس لئے واپس آ جایا کرتی تھی کہ کسی کو پتہ نہ لگے کہ یہ کام کس نے کیا ہے۔ عجیب حسین اور ہمیشہ زندہ رہنے والی قربانیاں ہیں لیکن بے آواز ہیں اور ہر ملک میں احمدی عورتیں اس قربانی میں برابر شریک ہوئی ہیں۔

اب اس زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی خاتون کے جذبہ قربانی پر کوئی برا اثر نہیں پڑا۔ برا اثر تو کیا جہاں تک قربانی کے عروج

معیار کا تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عالمی حیثیت سے احمدی خواتین قربانی میں آگے بڑھی ہیں پیچھے نہیں ہٹیں۔ میں نے اپنے دور میں جو تحریکات کی ہیں اُن کے نتیجہ میں میں جانتا ہوں کہ اتنی عظیم الشان قربانیاں احمدی خواتین نے کی ہیں اور خاموشی کے ساتھ کی ہیں کہ بعض دفعہ اُن کے خط پڑھتے ہوئے میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جایا کرتے تھے۔ میں دُعا کیا کرتا تھا کہ کاش میری اولاد میں سے بھی ایسی بیٹیاں ہوں۔ جو اس شان کے ساتھ اس پیار اور اس محبت کے ساتھ اللہ کے حضور دنیا میں کچھ پیش کر دینے والیاں ہوں۔ جب یورپ کے مشنوں کی تحریک کی ہے تو اس زمانے میں مجھے یاد ہے عجیب کیفیت میں ان کے دن کٹے ہیں بعض دفعہ احمدی خواتین کے حالات جانتے ہوئے میں منتیں کیا کرتا تھا کہ آپ یہ نہ کریں آپ کی طرف سے میں دے دوں گا۔ لیکن وہ باز نہیں آیا کرتی تھیں۔ مجبور کر دیا کرتی تھیں کہ ہمارا حال جو بھی رہنے دو ہم کسی اور سے پیچھے نہیں رہ سکتیں بڑے ہی دردناک نظارے ہیں جو آج بھی میری آنکھوں کے سامنے آتے ہیں تو میرے لئے ضبط کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ پس کون دنیا میں کہہ سکتا ہے کہ یہ خواتین پسماندہ خواتین ہیں بے کار ہیں گھروں میں بند ہیں۔ جو احمدی خواتین اس وقت دنیا کے سامنے مثبت کاموں کے نمونے پیش کر رہی ہیں کوئی دنیا کی دوسری قوم ان کے پاسنگ کو بھی نہیں آ سکتی۔ میں اس کے چند نمونے آپ کے سامنے رکھتا ہوں

ایک ماں نے میرے پاس دس ہزار روپے بھیجے

وہ لکھتی ہے کہ میرے پاس بیٹی کے زیور کے لئے دس ہزار روپے جمع تھے جو سُنار کو دیئے ہوئے تھے کہ زیور خرید لوں لیکن یہ خطبہ سُن کر دل نے فیصلہ کیا کہ جب میرا خدا میری بیٹی کے لئے ساتھی دے گا تو زندہ خدا اس کو زیور بھی دے دیگا۔ آج میرے خلیفہ کو ضرورت ہے۔ چنانچہ سنار کو دیئے ہوئے وہ پیسے واپس لے کر اس نے یورپین مشن کے چندے میں دے دیئے۔

ایک اور عورت لکھتی ہے میں نے کچھ عرصہ پہلے اپنا زیور کا سیٹ مبلغ چار ہزار روپے میں فروخت کیا تھا اور خیال تھا کچھ اور رقم شامل کر کے ذرا بھاری سیٹ بنوا لوں گی تاکہ بچیوں کے کام آ سکے۔ لیکن بچیوں کے لئے اللہ کوئی اور انتظام کر دے گا۔ اب زیور بنوانے کی کوئی خواہش نہیں رہی میری طرف سے یورپین مشن کے لئے یہ حقیر رقم قبول فرمائیں۔

ایک واقف زندگی کی بیگم نے لکھا اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ میں اس قربانی کے موقعہ پر حاضری دوں اور قرآن مجید کے حکم لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کے مطابق یعنی تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکو گے جب تک اس میں سے خرچ نہ کرو جو تمہیں عزیز ہو جو تمہیں پیارا ہو۔ کہتی ہیں کہ اسی آیت کے تابع میں نے سوچا کہ مجھے اپنی ملکیتی چیزوں میں سے جو چیز سب سے پیاری ہے وہ پیش کروں تو میں نے دیکھا کہ میرے گلے کا ایک ہار جو سب زیوروں میں سے زیادہ بھاری ہے وہی مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے بس میں یہ ہار یورپین مشنز کے لئے پیش کرتی ہوں۔ پھر لکھتی ہیں کہ اسلام کی ترقی اور عظمت ہی ہمارے گھر کا اصل ہار ہے اور اصل زینت کا باعث یہی ہے اس لئے مجھے اسلام کی یہی زینت زیادہ پیاری ہے۔

ایک صاحب اپنی بیٹی کے متعلق لکھتے ہیں کہ میری بیٹی جس کی عمر تقریباً ۵ سال کی ہے اس کے کانوں میں صرف دو بالیاں تھیں اور ناک میں ڈالنے والے دو کوکے تھے وہ بے قرار ہو گئی اور اتار کر دے دیئے اور کہنے لگی ابا جان یہ میرے آقا کے حضور پیش کر دیں اور اس جذبے سے اُس نے کہا کہ باپ بھی انکار نہیں کر سکا اور اسی طرح مجھے بھجوا دیئے۔

بعض واقفین زندگی دین کی خدمت کرنے والے ایسے تھے جن کی خواتین کے پاس پیش کرنے کے لئے کچھ نہیں تھا تو انہوں نے اپنے بچے پیش کئے یہ جو وقف نو کی تحریک ہے یہ تو بعد میں چلی ہے۔ اس سے بہت پہلے بعض عورتوں نے مجھے اس وجہ سے کہ ہمارے پاس کچھ دینے کے لئے نہیں ہے اپنے بچوں میں سے جو سب سے پیارا لگتا تھا وہی خدمت دین کے لئے پیش کر دیا تھا۔

لندن کی ایک احمدی خاتون نے اپنے نکاح کی ایک نشانی رکھ کر باقی سب کچھ خدا کی راہ میں پیش کر دیا۔ لندن ہی سے ایک اور خاتون نے لکھا آج جب میں نے آپ کا خطبہ سنا تو میری نظر ایک دم میرے ہاتھ کی چوڑیوں اور باقی زیور پر پڑی۔ میں نے گھر آ کر اتار دیں اور کہا عید سے پہلے یہ چیزیں اسلام کے لئے دے دوں اور عید پر کچھ نہ پہنوں۔ حضور یہ آپ قبول فرما دیں۔ میرا خدا میرے لئے کافی ہے۔

ایک واقف زندگی کی غریب بیٹی

نے لکھا سیدی! میرے پاس ایک انگوٹھی اور کانٹا زیور تھا۔ میں نے کانٹا زیور سفر اعویہ کو پیش کر دیا ہے۔ حضور جہاں چاہیں خرچ کریں میں بہت غریب اور تنگ حال خادمہ ہوں مگر جب میرے باپ نے اپنی زندگی خدا کی خاطر وقف کر دی تو میرا بھی تو حق تھا کہ میں کچھ قربانی پیش کرتی۔

ایک جرمن خاتون نے لکھا کہ میں نے جب احمدی خواتین کا جذبۂ قربانی دیکھا ہے تو میرے دل میں بھی ایک لگن لگ گئی ہے کہ میں کچھ پیش کروں لیکن اتفاق سے اس وقت میرے پاس کوئی نقدی کوئی چیز پیش کرنے کے لئے نہیں ہے اس لئے میں اپنا ایک پیارا بیٹا خدمت دین کیلئے پیش کرتی ہوں۔ جس طرح چاہیں اس سے کام لیں جو چاہیں اس سے سلوک کریں میری طرف سے اب آپ کا ہو چکا ہے۔

دعوت الی اللہ کی جب میں نے تحریک کی ہے تو اس میں بھی احمدی خواتین نے بفضلہ تعالیٰ بھرپور حصہ لیا ہے۔ بھرپور حصہ سے مراد نہیں ہے کہ جس طرح چندہ میں کثرت سے احمدی عورتیں شامل ہوئی ہیں اس طرح کثرت سے احمدی خواتین نے تبلیغ کی ہو۔ یہ پہلو ابھی باقی ہے۔ لیکن بعض احمدی خواتین نے جس شان کے ساتھ تبلیغ کی اور جس طرح دل لگا کر اور جان ڈال کر تبلیغ کی کوشش کی ہے اس کے بہت اچھے پھل بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔

باقی مضمون تو انشاء اللہ جاری رہے گا لیکن اس وقت میں چند نمونے اس غرض سے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ آپ کو احساس ہو کہ یہ وہ قربانی کا میدان ہے جس میں ابھی آپ پیچھے ہیں۔ اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ احمدی خواتین جنہوں نے اتنا شاندار ماضی جگمگاتا ہوا ماضی اپنے پیچھے چھوڑا ہے وہ کسی ایک تحریک میں بھی پیچھے رہ جائیں۔ پس دعوت الی اللہ کے کام کی طرف بھی آپ کو بھرپور توجہ دینی چاہیئے اور یہ وہ خدمت ہے جس کے نتیجہ میں آئندہ نسلوں تک ہمیشہ ہمیش کے لئے آپ پر درود اور سلام بھیجنے والے پیدا ہوں گے کیونکہ جو شخص آپ کی تبلیغ سے مسلمان ہوگا اللہ کے فضل سے اس کی ساری نسلیں بھی آپ کے زیر احسان رہیں گی اور قیامت تک وہ جتنے نیک کام کریں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وعدے کے مطابق ان کی نیکیاں آپ کے نام بھی لکھی جائیں گی کیونکہ جو شخص بھی نیکیوں کا ایک سلسلہ جاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ثواب میں اس کو شامل کر لیا جاتا ہے جب کہ خدمت کرنے والے کے حصہ میں سے کچھ بھی کاٹا نہیں جاتا۔ تو یہ اللہ کا حساب ہے جو اس طرح چلتا ہے تو میں پھر چند نمونے آپ کے سامنے رکھ کر اجازت چاہوں گا۔ لیکن اس توقع کے ساتھ کہ آپ کے دل میں بھی ولولے پیدا ہوں آپ کو بھی خیال آئے کہ ہم بھی دعوت الی اللہ کے کام میں آگے بڑھیں اور اگر مرد پوری توجہ سے یہ کام نہیں کر رہے تو عورتیں ہی یہ کام کرنا شروع کر دیں۔ بسا اوقات تاریخ اسلام میں ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں کہ جہاں مرد پیچھے رہ گئے وہاں عورتیں آگے بڑھیں اور ان کا نمونہ دیکھ کر پھر مردوں کو بھی ہوش آ گئی تو خدا کرے جرمنی کے مردوں کے لئے دعوت الی اللہ میں احمدی خواتین اسی قسم کا ایک زندہ کر دینے والا نمونہ پیش کریں۔

حضرت مسیح موعود رضی اللہ عنہا کو بھی دعوت الی اللہ کی بہت دُھن تھی۔

آپ بسا اوقات احمدی خواتین کو کہا کرتے تھے کہ تم دعوت الی اللہ کا کام شروع کرو۔ آپ لکھتے ہیں کہ چک منگلا اور چنڈ بھروانہ یہ علاقہ خدا کے فضل سے ترقی کر رہا ہے اور یہی وہ بہادر لوگ ہیں جن کی عورت کی ایک مثال میں نے کل اختتامی تقریر میں بیان کی تھی وہ بیعت کرنے یہاں آئی ہوئی تھی شام کو اس کی بیٹی بھی یہاں آگئی اُس نے کہا اماں تو نے مجھے کہاں بیاہ دیا ہے وہ لوگ تو میری بات سنتے ہی نہیں۔ تو نے مجھے جو کتابیں دی تھیں میں اُن کو پڑھ کر سناتی ہوں تو وہ سنتے نہیں۔ میں احمدیت پیش کرتی ہوں تو وہ ہنسی اور مذاق کرتے ہیں اور مجھے پاگل قرار دیتے ہیں وہ عورت کہنے لگی بیٹی! تو میری جگہ آ کر اپنے والد اور بھائیوں اور دوسرے عزیزوں کی روٹی پکا میں تیرے سسرال جاتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ کون میری بات نہیں سنتا میں ان سب کو احمدی بنا کر دم لوں گی۔ شاید یہی عورت جلسہ سالانہ سے چند ماہ قبل آئی۔ اس کے پاس ایک بچہ تھا اس نے مجھے بتایا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ربوہ میں نہیں آتا تھا۔ میں اس کا بچہ اٹھا لائی ہوں کہ وہ اس بچے کی وجہ سے تو ربوہ آئے گا مجھے کسی نے بتایا کہ اُس کا بھائی احمدیت کے قریب ہے لیکن چوہدری فتح محمد صاحب سیال نے خبر دی ہے کہ اللہ کے فضل سے اب وہ احمدی ہے تو اس طرح ایک احمدی خاتون پورے خاندان کے لئے اور درحقیقت اُس سارے علاقے کے لئے ایک روشنی کا مینار بن گئی اگر کوئی احمدی عورت تبلیغ کرنا چاہے اور دعا کرے تو یقیناً وہ پھل سے محروم نہیں رہے گی۔

لجنہ کے اب بہت سے کام ہیں جن پر میری براہ راست نظر پڑتی ہے۔ پہلے تو لجنات صدر پاکستان کے ماتحت ہوا کرتی تھیں اب جب سے میں نے ہر ملک کی لجنہ کو آزاد کیا ہے اور براہ راست اُن کی صدارت سے رابطہ قائم کیا ہے ان کی رپورٹیں ملتی ہیں۔ میں ساری نہ بھی پڑھ سکوں تو اہم نکات نکال کر میرے سامنے رکھے جاتے ہیں تو اس سے مجھے اندازہ ہوا ہے کہ اللہ کے فضل سے

بعض لجنات دعوت الی اللہ کے کام میں بہت آگے بڑھ گئی ہیں

اور خدام اور انصار سے بھی آگے نکل گئی ہیں۔ گذشتہ رپورٹوں سے ایک لجنہ کی رپورٹ کے مطابق تین گاؤں میں محض لجنہ نے ۲۷ احمدی بنائے ہیں اور یہ افریقہ کی بات ہے۔ وہاں کی لجنہ کی خواتین دیہات میں وفد بنا کر جاتی ہیں اور اپنے رنگ میں خدا کے فضل سے تبلیغ کرتی ہیں اور اللہ کے فضل سے نئی نئی جماعتیں قائم کر رہی ہیں۔

پاکستان، پنجاب میں بھی بعض لجنہ کی خواتین نے ایسا ہی کام کیا ہے ایک گاؤں میں لجنہ کے ذریعے ۷ بیعتیں ہوئیں اور پہلی دفعہ وہاں احمدیت کا بوٹا لگا ہے۔ بنگال میں بھی یعنی جس کو ہم پہلے مشرقی پاکستان کہا کرتے تھے وہاں کی ایک بیوہ خاتون نے بیعت کی اُس کے بعد مزید تین خواتین کی اس نے بیعت کروائی اس پر شدید مخالفت ہوئی تینوں کے خاوندوں نے طلاق کی دھمکیاں دیں لیکن اُن عورتوں نے کہا کہ جو چاہو کرو ہم نے حق کو پا لیا ہے۔ ہم پیچھے ہٹنے والی نہیں تم بے شک ہمیں طلاق دے دو اور طلاق کی دھمکی کے باوجود اسی طرح تبلیغ کرتی رہیں اللہ کے فضل سے اب بنگال میں اُن عورتوں کی قربانی کی وجہ سے ۳۰ خواتین اور بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو چکی ہیں اور اُس گاؤں پر احمدیت کا غلبہ ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔

پاکستان میں جو حالات ہیں وہ آپ جانتے ہیں۔ مردوں کے لئے بھی کام کرنا بہت مشکل ہے لیکن پاکستان کی لجنات کی جو رپورٹیں ملی ہیں ان سے پتہ چل رہا ہے کہ بعض احمدی خواتین اپنے محلوں میں اور دوسری جگہ جا کر مسلسل تبلیغ کر رہی ہیں۔ ایک گھرانہ کو ایک احمدی خاتون نے تبلیغ کی تو سارا محلہ اُن کی مخالفت پر اکٹھا ہو گیا اور ایک طوفانِ بدتمیزی اٹھ کھڑا ہوا اُس تبلیغ کرنے والی خاتون کے گھر کا بائیکاٹ کر دیا گیا اُس نے ان سب باتوں کے باوجود کام نہیں چھوڑا۔ مسلسل لٹریچر تقسیم کرتی رہی اور اللہ کے فضل کے ساتھ اب ۷ افراد پر مشتمل ایک گھرانہ اُس بچی کی تبلیغ کی وجہ سے احمدی ہو چکا ہے۔

اسی طرح ایک خاتون نے تین بیعتیں کروائی ہیں۔ پھر بعض بچیاں اپنا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھاتی ہیں کہ اُس نمونہ کو دیکھ کر بھی بعض اساتذہ اور استانیاں وغیرہ بہت متاثر ہوتے ہیں اور پتہ کرتے ہیں کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ ایک لڑکی کے متعلق یہ رپورٹ ہے کہ اُس کا نمونہ اپنی کلاس میں جہاں وہ ٹریننگ لے رہی تھی اتنا مثالی تھا کہ اُس کلاس کے استاد حکیم صاحب احمدیت میں دلچسپی لینے لگے اور اللہ کے فضل کے ساتھ اس بچی کے نیک نمونے کی وجہ سے بالآخر احمدیت کی صداقت کو پا کر سارے خاندان سمیت انہوں نے بیعت کر لی۔

ایک خاتون ہیں۔ ان کے ذریعہ لاہور میں ۳۰ بیعتیں ہوئی ہیں جب کہ لاہور کی ساری جماعت بہت بڑی جماعت ہے اور ان کو میں نصیحت کرتا چلا آ رہا ہوں کہ خدا کے لئے ہوش کرو تبلیغ کرو لیکن اُن سے یہ کام نہیں ہوئے لیکن ایک احمدی خاتون نے اکیلی نے خدا کے فضل سے ۳۰ بیعتیں کروائی ہیں اور ہیں وہ اَن پڑھ سی یعنی معمولی پڑھی لکھی اُن سے جب پوچھا گیا کہ کیا راز ہے کس طرح بیعتیں کروا رہی ہیں ماحول بڑا مخالف ہے۔ لوگوں کے مزاج دین کی طرف نہیں۔ مردوں سے جو کام نہیں ہو رہا وہ آپ کیسے کر رہی ہیں تو انہوں نے کہا میں بہت

کم پڑھی لکھی ہوں لیکن مسیح موعود علیہ السلام کی محبت میں سرشار ہوں

اور اس نشے کے ساتھ اور اس موج میں تبلیغ کرتی ہوں کہ سننے والے مجبور ہو جاتے ہیں۔ جاہل سے جاہل آدمی بھی میرا یہ جذبہ دیکھ کر بات سننے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کے فضل کے ساتھ جب بھی مجھے موقع ملے اس جذبے کے ساتھ تبلیغ کرتی ہوں۔ اور یہ اُسی کا پھل ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ تبلیغ میں جذبہ بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ دلائل سے آپ کتنے ہی آراستہ ہوں۔ کتنے ہی آپ کے پاس اعلیٰ دلائل اور تبلیغ کا مسالہ موجود ہو جب تک جذبۂ دل نہیں ہے اُس وقت تک تبلیغ کوئی اثر نہیں کرتی اور میرا وقف جدید کا لمبا تجربہ یہی ہے۔ وہاں وہ غریب مسکین معلم جو علمی لحاظ سے اگر معلمین سے پیچھے ہوا کرتے تھے مگر ان میں جذبہ تھا۔ وہ ہمیشہ بڑے بڑے عالم معلموں پر غالب آ جایا کرتے تھے سخت سے سخت کڑوے علاقے میں بھی جب اُن کو مقرر کیا گیا تو وہاں بھی ان کی باتوں سے دل پسیج جایا کرتے تھے۔ پس احمدی خواتین کے لئے یہ نکتہ بہت ہی اہم ہے جو اس عورت نے ایک عورت کے سوال کے جواب میں پیش کیا کہ ٹھیک ہے مجھے علم نہیں ہے معمولی تعلیم ہے مگر جذبہ ہے۔ میں تبلیغ نشہ کی حالت میں یعنی محبت الٰہی اور مسیح موعود علیہ السلام کے پیار میں نشہ کی حالت میں تبلیغ کرتی ہوں اور اس کے نتیجہ میں لوگ میری بات سننے کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں۔

لجنات میں جو تبلیغی کام ہو رہے ہیں ان میں ایک بہت بڑا ذریعہ سیرت نبوی کے جلسے ہیں۔ آپ بھی اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ سیرت نبوی کے جلسے دنیا میں ہر جگہ غیر معمولی اثر دکھاتے ہیں۔ اپنوں اور غیروں پر بھی احمدیوں کی تربیت کے لئے بھی کام آتے ہیں لیکن دوسرے مسلمانوں اور غیر مسلموں پر بھی ان کا بڑا گہرا اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے لجنات میں اس کی طرف بہت توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ اور جو مجموعی رپورٹیں ہیں اُن کا خلاصہ ...... اس وقت یہ ہے کہ ۱۵ ایسے تبلیغی جلسے ہوئے ہیں جو دراصل تبلیغی جلسے براہ راست تو نہیں تھے۔ سیرت کے جلسے تھے اُن کے نتیجہ میں اللہ کے فضل سے بہت عمدہ رنگ میں دوسروں تک احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ اسی طرح ویڈیوز کے ذریعے احمدی خواتین تبلیغ کر رہی ہیں آج کل ایسی بہت سی ویڈیوز میسر ہیں جن کا اثر غیروں پر بہت پڑتا ہے۔ قادیان کی رپورٹ ہے کہ جب ہم خواتین کی طرف سے ویڈیو دکھاتی ہیں تو اس کا بہت گہرا اثر دل پر پڑتا ہے۔ روس میں جو واقفین عارضی گئے ہیں ان کے ایک وفد نے بتایا کہ وہاں کے ایک بہت بڑے افسر تھے جن سے گفتگو ہو رہی تھی۔ شروع میں انہوں نے

کوئی توجہ نہیں دی تو ہم نے پھر ویڈیو استعمال کی جو انگلستان کے جلسہ کی تھی۔ کہتے ہیں وہ ویڈیو دیکھتے دیکھتے ان کی کیفیت ہی بدل گئی۔ انہوں نے کہا کہ یہ ویڈیو تو سارے روس میں دکھائی جائے۔ تو اللہ نے ایک اور ذریعہ بھی ہمیں مہیا فرما دیا ہے۔ جب ویڈیوز کے ذریعے گھروں میں آپ دعوت دے کر خواتین کو یا بچیوں کی سہیلیوں کو بلا کر پروگرام دکھائیں تو انشاءاللہ اس کے نتیجہ میں بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی اور جو دل پہلے بات سننے پر آمادہ نہیں ہوئے وہ اب آمادہ ہو جائیں گے۔

آج کے لئے میں نے آپ کے سامنے یہی باتیں پیش کرنے کے لئے رکھی تھیں آئندہ بھی ایک اور مضمون شروع کروں گا۔ جو غالباً انشاءاللہ آئندہ جلسہ یو۔ کے میں ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ احمدی خواتین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب کے کیسے کیسے نشان دکھائے ہیں۔ احمدی خواتین میں بڑی بڑی اولیاء اللہ پیدا ہوئی ہیں۔ ایسی بھی جن کو خدا تعالیٰ الہامات سے نوازتا رہا ہے۔ کشوف عطا فرماتا رہا ہے۔ سچی رؤیا دکھاتا رہا ہے مصیبت کے وقت اُن کی دعائیں قبول کیں اور قبولیت کے متعلق پہلے سے اطلاع دی کہ یہ واقعہ اس طرح ہوگا اور اسی طرح ہوا۔ یہ وہ آخری منزل ہے جس کی طرف ہر احمدی خاتون کو بسے کر ہم نے آگے بڑھنا ہے۔ تعلق باللہ کے سوا مذہب کی اور کوئی جان نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عبادت بھی اللہ سے محبت اور تعلق پیدا کرنے کی خاطر کی جا رہی ہے۔ اس لئے میں وہ واقعات آئندہ آپ کے سامنے رکھوں گا تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ اسلام کا خدا صرف مردوں کا خدا نہیں ہے وہ عورتوں کا بھی خدا ہے اور جن عورتوں نے اللہ سے سچی محبت کی ہے اس کے جواب میں وہ اُن پر ظاہر ہوا ہے اور بڑی شان کے ساتھ ظاہر ہوتا جا رہا ہے۔ پس امید ہے اس کے نتیجہ میں آئندہ آپ کے دل میں بھی تعلق باللہ کی طرف ذاتی توجہ پیدا ہوگی۔ سردست میں اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ چندہ کے متعلق میں نے جو باتیں پیش کی تھیں وہ ہرگز تحریک کے لئے پیش نہیں کی تھیں۔ یہ غلط فہمی اس لئے دُور کرنی پڑ رہی ہے کہ ایک خاتون نے اپنی بہت پیاری سی انگوٹھی اتار کر بھجوا دی ہے۔ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے کوئی ضرورت نہیں ہے جتنی تحریکیں میں نے کی ہیں اُن میں جو میرا اندازہ ہوتا تھا اس سے زیادہ چندے موصول ہوئے ہیں اور احمدی خواتین ہرگز مردوں سے پیچھے نہیں رہیں۔ اس لئے ابھی سب کچھ اپنے پاس رکھیں اگر وقت آیا اور کوئی ضرورت پیش ہوئی تو میں جانتا ہوں آپ گھر میں کچھ بھی نہیں رکھیں گی سب کچھ پیش کر دیں گی لیکن بغیر تحریک کے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں صرف آپ کو اور آپ کی وساطت سے غیر مسلم خواتین کو جو مغرب میں رہتی ہیں یہ بتانا چاہتا تھا کہ تم نے بھی اپنی ایک عیش و عشرت کی دنیا بنائی ہوئی ہے۔ جس کو تم آزادی سمجھتی ہو اور سمجھتی ہو کہ تم تہذیب و تمدن کی صف اوّل میں آگے آگے چل رہی ہو۔ ایک احمدی خاتون کا بھی رستہ ہے اُس رستے پر وہ گامزن ہے تم شاید یہی سمجھتی ہو کہ تم نے جو رستہ اختیار کیا ہے وہی سچا دائمی لذات کا رستہ ہے مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ نیکیوں کی راہ میں آگے بڑھنا ایک ایسا سچا خلوص اور تعلق اور پیار اور اطمینان کا رستہ ہے کہ اس کا اور کوئی مقابلہ کسی رستے پر چل کر نہیں ہو سکتا دنیا کے رستے دنیا کی لذتوں کی طرف جاتے ہیں لیکن وہ لذتیں عارضی ثابت ہوتی ہیں وہ لذتیں بے چینی پیدا کر جاتی ہیں اُن لذتوں کے نتیجہ میں ایک دوسرے پر اعتماد اٹھ جاتے ہیں گھر ٹوٹ جاتے ہیں۔ بچے ماؤں کے نہیں رہتے۔ باپ بیٹوں کے نہیں رہتے۔ گھر گھر بدیاں پھیلتی ہیں اور مزید کی طلب ایسی ہے کہ جیسے آگ لگ گئی ہو سمندر کا پانی ہے جس سے آپ اپنی پیاس بجھانے کی کوشش کر رہی ہیں اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ جتنا یہ پانی پئیں گی اور پیاس بھڑکتی چلی جائے گی۔ مزید کی طلب اور پیدا ہوتی چلی جائے گی آخر آپ کہاں تک پہنچیں گی؟ اس لئے حقیقت یہی ہے کہ

تسکین کا رستہ وہی ہے جو اسلام نے سکھایا ہے

کہ نیکی کے کاموں میں آگے بڑھیں۔ آپ کو دائمی تسکین ملے گی۔ وہ خواتین جن کی قربانیوں کا میں نے ذکر کیا ہے کیا آپ کے خیال میں وہ محروم رہی ہیں؟ وہ تو اس دنیا میں ہی جنت کے مزے پا جاتی ہیں ان کو پتہ ہے کہ یہ ایک ایسی لذت ہے جو ہمیشہ ساتھ دیتی ہے اور پھر آگے اولاد میں بھی برکتیں بن کر ظاہر ہوتی چلی جاتی ہے۔ وہ قربانی کرنے والے جنہوں نے ابتداء میں دو دو آنے چار چار آنے قربانی کی جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے پیار سے اپنی کتابوں میں محفوظ فرمایا میں جانتا ہوں کہ آج اُن کی اولادیں تمام دنیا میں پھیلی پڑی ہیں اور لکھ پتی اور کروڑ پتی تک ہو چکی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کسی کی قربانیوں کو ضائع نہیں کیا کرتا۔ قربانی کرنے والے دنیا کی لالچ میں قربانی نہیں کرتے لیکن میں غیروں کو بتا رہا ہوں کہ وہ ان سودوں سے واقف ہی نہیں ہیں اوّل تو قربانی کرنا خود ہی اپنی جزا بن جایا کرتا ہے آپ میں سے ہر وہ شخص جس کو خدا نے قربانی کی توفیق دی ہے اس بات کا گواہ ہے کہ قربانی کرنے کا وہ وقت اپنی ذات میں ایک ایسی لذت رکھتا ہے کہ اس کا دنیا کی فانی لذتوں کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ یہ احساس کہ میں نے ایک نیک قدم اُٹھایا ہے اپنی جزاء خود بن جایا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ایسا مزہ جو ہمیشہ باقی رہ جاتا ہے۔ جس کے پیچھے کوئی سر درد نہیں آتی، کوئی بے چینی نہیں پیدا ہوتی لیکن کہانی یہاں ختم نہیں ہو جاتی پھر اللہ کی طرف سے انعامات کا سلسلہ جاری ہوتا ہے جو ہمیشہ کے لئے آگے نسلوں تک جاری رہتا ہے اور چلتا چلا جاتا ہے۔ وہ بزرگ خواتین جن میں سے بعض کے نام میں نے آپ کے سامنے پڑھے ان کے علاوہ بے شمار ایسی ہیں جن کے نام کہیں لکھے ہوئے بھی نظر نہیں آئیں گے۔ اُن کو کیا پتہ کہ آج ان کی اولادوں سے اللہ تعالیٰ کیا سلوک فرما رہا ہے۔ آپ میں سے ہر وہ خاتون جو کسی ایسے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں جن کے آباؤ اجداد نے ابتداء میں احمدیت قبول کی تھی وہ مُڑ کر دیکھیں تو سہی کہ اُس زمانہ میں کیا حالات تھے اور اب کیا بن چکی ہیں۔ یہ سارے اُن قربانیوں کے پھل ہی ہیں جو آپ کھا رہی ہیں اور آئندہ آپ کی نسلیں کھاتی چلی جائیں گی۔ جو قربانیاں آج آپ پیش کر رہی ہیں ان کی ایک جزاء تو خدا نے وہیں نقد نقد دی کہ آپ کے دل کو سکینت سے بھر دیا۔ آپ کے گھروں کو برکتوں سے بھر دیا لیکن آئندہ نسلیں بھی اُس کی خیرات پائیں گی۔ اور یہ سلسلہ ایسا ہے جو نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ کاش دوسرے بھی دیکھیں اور سمجھیں کہ باقی رہنے والی لذتیں کیا ہوا کرتی ہیں اُن کا دنیا کی عارضی لذتوں کے ساتھ مقابلہ کرنا محض نادانی اور جہالت ہے۔ دنیا کی عارضی لذتیں تکلیفیں پیچھے چھوڑ جاتی ہیں دُکھ چھوڑ جاتی ہیں بنے بنائے گھروں کو اُجاڑ دیتی ہیں مگر نیکی کرنے والے گھروں کو اللہ تعالیٰ برکتیں بخشتا ہے محبت اور پیار کے ماحول عطا کرتا ہے اولادیں ماں باپ کی رہتی ہیں ماں باپ اولاد کے رہتے ہیں اور ایسے محبت کے باہمی رشتے گہرے ہوتے چلے جاتے ہیں تو اس دنیا میں ہی ہر گھر کو ایک جنت نشان گھر بنا دیا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری ان قربانیوں کو نہ صرف قبول فرمائے بلکہ ان کو دوام بخشے اور جتنا اجر وہ ہمیں عطا کرے وہ سب کچھ پھر ہم خدا کے حضور پیش کرتے چلے جائیں کیونکہ یہ سلسلہ ایک لامتناہی سلسلہ ہونا چاہیئے۔ جو خدا دے ہم پھر وہ خدا کے حضور پیش کرتے رہیں پھر وہ اور دے پھر اور اس کے حضور پیش کرتے رہیں۔ آخر پر قربانی کے اس جذبے اور اس کی لذات سے متعلق ایک صحابی کا ایک واقعہ آپ کے سامنے رکھ کر میں اس خطاب کو ختم کرتا ہوں۔

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس حال میں جنگ اُحد میں شرکت فرمائی بہت ہی دردناک حالات پیدا ہوئے اس وقت ایک صحابی اس جنگ کے دوران شہید ہوئے اُن کا بیٹا اپنے باپ کی شہادت پر بہت غمگین تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اُس پر پڑی

تو آپ نے فرمایا ادھر آؤ میں تمہیں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو تمہارے غم کو خوشی میں بدل دے گی خدا نے مجھے بتایا ہے کہ جب تمہارا باپ شہید ہو کر خدا کے حضور پیش ہوا تو اس شان کی قربانی تھی اس جذبے کے ساتھ اس نے شہادت پیش کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا تمہاری کیا جزاء ہے میں چاہتا ہوں کہ جو تو چاہتا ہے وہ تجھے پیش کردوں۔ تو پتہ ہے تیرے باپ نے کیا کہا۔ تیرے باپ نے یہ جواب دیا کہ اے خدا! میری خواہش تو یہی ہے کہ مجھے پھر زندہ کر۔ میں پھر تیری راہ میں مارا جاؤں۔ مجھے پھر زندہ کر میں پھر تیری راہ میں مارا جاؤں۔ مجھے پھر زندہ کر پھر میں تیری راہ میں مارا جاؤں۔ تیری ہی قسم ہے کہ جو مزہ مجھے شہادت کا آیا ہے ویسا اور کوئی مزہ نہیں پس میرے اس مزے کو دائم کردے۔ سو جانیں مجھے دے اور سو مرتبہ میں تجھ پر قربان کردوں اللہ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے اوپر یہ حرام نہ کر چکا ہوتا کہ جس کو میں ایک دفعہ اپنے پاس بلالوں اس کو دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجوں گا تو میں تیری یہ تمنا ضرور مان لیتا مگر یہ میرے قانون کے خلاف ہے۔

یہ مثال آپ کو یہ بتانے کے لئے اور دوسروں کو بتانے کے لئے پیش کر رہا ہوں کہ

قربانی دینے والا جانتا ہے کہ اُس میں کتنی لذّت ہے

اتنا ہی لذت ہے اس کا تصور بھی دوسرے نہیں کرسکتے اور یہ لذت اپنی ذات میں اتنی جزاء بن جاتی ہے کہ شہید ہونے والا خدا سے اور جانیں مانگتا ہے کہ پھر تیری راہ میں ان جانوں کو نچھاور کروں۔ خدا کرے کہ ہماری قربانیوں کے ساتھ یہ جذبہ محبت ہمیشہ زندہ رہے یہ جذبۂ فدائیت ہمیشہ قائم و دائم رہے۔ اسی میں ہماری لذتیں ہیں اسی میں ہماری بقاء کی ضمانت ہے اگر یہ جذبہ زندہ رہے تو خدا کی قسم اس جماعت کو دنیا کی کوئی طاقت مغلوب نہیں کرسکتی۔ آپ ہی غالب آئیں گے اور آپ ہی غالب آئیں گے اور آپ ہی غالب آئیں گے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

آخر پر حضور نے فرمایا اب ہم دعا کریں گے سب دعا میں شامل ہوں۔ اللہ پھر ہمیں دوبارہ بار بار ایسے نیک موقعوں پر اکٹھا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ❊

کب آئیں گے؟

کوئی بتائے کہ آقا مرے کب آئیں گے
وہ آئیں راہ میں ہم جان و دِل لُٹائیں گے

حضور! ایک زمانہ ہوا ہوئے ہیں جُدا
کب آپ روئے منوّر ہمیں دکھائیں گے

دلِ حزیں ہے جدائی میں بیقرار حضور!
کہا تھا آپ نے ہم جلد لوٹ آئیں گے!!

خطا بُری ہو کہ ہماری ہوں ہم کو ہے امید
ہمارے آقا محبت میں بھول جائیں گے

عدو نے ظلم کئے اس قدر بیاں ہے محال
لگے جو زخم جگر پر اُنہیں دکھائیں گے

محبتوں کے سمندر! خدا کا ہے وعدہ
بفیضِ ختمِ رُسُل ہم جہاں پہ چھائیں گے

ہے دست بستہ کھڑا منتظر علیق حضور!
کب آپ آئیں گے اور مجلس سجائیں گے

(علیق بن فائق گورداسپوری)

نماز کے طبّی فوائد

از مکرم محمد زکریا ورک صاحب کینیڈا۔ ترجمہ: مکرم بلال احمد صاحب شمیم قادیان

"نماز" اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ قرآن مجید میں نماز کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نماز کے بہت سے فوائد بیان فرمائے ہیں۔ جیسے اقم الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء۔ سورۃ لقمان میں آتا ہے کہ جب حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تو سب سے پہلے اپنے بیٹے کو اسی بات کی یاد دہانی کرائی "یٰبُنَیَّ اقم الصلوٰۃ" حدیث نبویؐ ہے۔ ان فی الصلوٰۃ شفاء۔ یعنی یقیناً نماز میں شفا ہے ماہنامہ تہذیب الاخلاق جو علی گڑھ سے شائع ہوتا ہے اُس میں ایک مسلمان عالم نے یہ لکھا کہ جو مسلمان روزانہ باقاعدگی سے نمازیں ادا کرتا ہے اُسے ARTHRITIS (جوڑوں کی سوجن یا گنٹھیا) ہونے کا بہت کم احتمال ہوتا ہے کیونکہ نماز ادا کرنے کے وقت ہڈیوں کے جوڑوں کی ورزش ہوتی رہتی ہے۔

اوپر جو حدیث میں نے بیان کی ہے اُس کی روشنی میں نماز کے طبّی فوائد کا کچھ ذکر پیش ہے۔

(۱)۔ روزانہ ورزش کرنے سے جسم میں CHOLESTROL کی مقدار کم ہوتی رہتی ہے۔ CHOLESTROL کی وجہ سے حرکت قلب کا بند ہونا دل کا دورہ پڑنا ذیابیطس اور اسی قسم کی دیگر بیماریاں لاحق ہوجاتی ہیں۔ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ جو لوگ ایسے پیشہ سے منسلک ہوں جس میں جسم کی ورزش ہوتی ہو ان میں CHOLESTROL بہت کم ہوتا ہے۔

(۲)۔ نماز، بدہضمی کو دور کرنے کی ایک بہترین ورزش ہے۔ صبح جب پیٹ خالی ہوتا ہے تو کم رکعتیں ادا کی جاتی ہیں اور رات کے کھانے کے بعد نماز میں کچھ زیادہ رکعتیں رکھی گئی ہیں۔

(۳)۔ نماز کے شروع میں تکبیر کے وقت ہم ہاتھ اور کندھوں کو ہلاتے ہیں جس سے سر کے اوپری حصّہ میں خون کا دوران ہوجاتا ہے۔ اقامت سے بھی یہی فائدہ ہوتا ہے۔

(۴)۔ نماز کا سب سے اہم حصّہ سجدہ ہے جبکہ ہم اپنی پیشانی کو زمین پر لگاتے ہیں۔ اس حالت میں دماغ کو تازہ خون کی فراہمی ہوتی ہے۔ "یوگا" میں کچھ 'آسن' ایسے ہیں جن میں اس مقصد کے لئے لوگ سر کے بل کھڑے ہوتے ہیں۔

(۵)۔ قعدہ کی حالت میں کولہے۔ کہنی اور گھٹنے کے جوڑ اور ریڑھ کی ہڈی اور کلائی کے جوڑ اس طرح حرکت میں ہوتے ہیں جس سے سارے جسم کو آرام ملتا ہے۔ اس حالت میں سارا دباؤ انہی اعضاء پر ہوتا ہے جس سے ایک قسم کی مالش ہوجاتی ہے اور کھچاؤ دور ہوجاتا ہے

(۶)۔ دل جسم کا سب سے اہم عضو ہے یہ سارے جسم کو خون فراہم کرتا ہے۔ نماز کے دوران بدن کی جو حرکات ہوتی ہیں اُن سے دل کی ورزش بھی ہوجاتی ہے۔ حدیث نبویؐ ہے "انسان کے جسم میں ایک ایسا حصّہ ہے اگر وہ تندرست ہو تو سارا جسم تندرست ہوتا ہے۔ اگر وہ بیمار ہو تو سارا جسم بیمار ہوجاتا ہے۔"

(۷)۔ انسانی جسم میں ایک لچیلی ہڈی ہوتی ہے جسے CARTILAGE کہتے ہیں اس کو براہ راست جسم کے کسی حصّہ سے خون کی فراہمی نہیں ہوتی اس کو آکسیجن کی فراہمی صرف ہڈیوں کے جوڑوں کے ہلنے جلنے سے حاصل ہوتی ہے۔ جوڑوں کی ان حرکات کی وجہ سے خون جوڑ والے حصّہ میں داخل ہوجاتا ہے جو لوگ VISUAL DISPLAY TERMINALS پر بیٹھنے کے عادی ہوتے ہیں ان کے CARTILAGE خلیے مرجاتے ہیں اور رفتہ رفتہ ختم ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے جوڑوں میں سخت درد اور فالج بھی ہوجاتا ہے جراثیم اور VIRUS جوڑوں میں پناہ لے لیتے ہیں کیونکہ ان جگہوں پر خون نہیں پہنچ پاتا اور بعض حالات میں ANTIBODIES بھی نہیں پہنچ پاتیں۔

ہر مسلمان کیلئے نماز کے بہت سے طبّی فوائد ہیں اب آپ جب نماز ادا کریں تو اللہ تعالیٰ کا اس لحاظ سے بھی شکر بجا لائیں کہ اُس نے آپ کو مسلمان بنایا ہے کیونکہ نماز میں شفا بھی ہے۔

زندہ خُدا کی عظیم طاقت

زار روس کی تباہی اور ہلاکت کی پیشگوئی

(۱)

محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب منیر سیکرٹری حدیقۃ المبشرین ربوہ نے روس سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں اپنے مضمون میں لکھی ہیں ان کے مضمون کا پہلا حصہ زار روس کی ہلاکت اور تباہی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل ہے دوسرے حصے میں کمیونزم کی تباہی کے متعلق پیشگوئیاں اور تیسرے حصے میں روس میں احمدیت کی ترقی سے متعلق پیشگوئیاں درج ہیں۔

زیر نظر شمارہ میں مضمون کا پہلا حصہ پیش ہے۔ (ادارہ)

قرآن مجید شریعت کی مکمل کتاب ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے بارہ وضاحت آئی ہے۔ مثلاً:-

اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (آل عمران: ۳)

ترجمہ:- اللہ ایسی ذات ہے کہ اس کے سوا کوئی پرستش کا مستحق نہیں۔ کامل حیات والا (اپنی ذات میں) قائم اور (سب کو) قائم رکھنے والا ہے۔

نیز ایک اور آیت ملاحظہ فرمائیے۔

ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ (حشر: ۲۳)

یعنی اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ غائب اور حاضر کو جانتا ہے۔ وہی بے انتہا کرم کرنے والا خدا ہے اور وہی بار بار رحم کرنے والا خدا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ جن کو خدا تعالیٰ نے اس آخری زمانہ میں یُحْیِ الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ کی ذمہ داری سونپی وہ آیات بالا کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

"ہمارا زندہ حی وقیوم خدا ہم سے انسان کی طرح باتیں کرتا ہے۔ ہم ایک بات پوچھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں تو وہ قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ ہزار مرتبہ تک بھی جاری رہے تب بھی وہ جواب دینے سے اعراض نہیں کرتا۔ وہ اپنے کلام میں عجیب در عجیب غیب کی باتیں ظاہر کرتا ہے۔ اور خارق عادت قدرتوں کے نظارے دکھلاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ یقین کرا دیتا ہے کہ وہ وہی ہے جس کو خدا کہنا چاہیئے۔ دعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے۔ وہ بڑی بڑی مشکلات حل کرتا ہے۔ جو مُردوں کی طرح بیمار ہوں ان کو بھی کثرت دعا سے زندہ کر دیتا ہے۔ اور یہ سب ارادے اپنے قبل از وقت اپنے کلام سے بتلا دیتا ہے۔ خدا وہی خدا ہے۔ جو ہمارا خدا ہے۔ وہ اپنے کلام سے جو آئندہ کے واقعات پر مشتمل ہوتا ہے ہم پر ثابت کرتا ہے۔ کہ زمین وآسمان کا وہی خدا ہے۔" (نسیم دعوت صفحہ ۸۲)

خدا تعالیٰ کی ہستی پر بے شمار عقلی اور نقلی دلائل پیش کئے جا سکتے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کے زندہ ہونے کے بھی کئی ثبوت گنوائے جا سکتے ہیں۔ مگر عاجز اس موقعہ پر خدا تعالیٰ کے زندہ ہونے پر صرف واقعاتی شہادت پیش کرنا چاہتا ہے۔ جو گذشتہ ایک صدی کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ جس سے ثابت ہوگا کہ خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ اور وہ اپنے علم غیب سے اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کو نوازتا ہے اور پھر اپنی آسمانی تقدیر کو زمین پر نافذ کرنے میں اپنے ان بندوں کی نصرت بھی فرماتا ہے۔ یہی اعلان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خسِ رہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی ان پہ اک طوفان لاتی ہے
غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے
(درثمین صفحہ ۱۲۵)

واقعاتی شہادت میں روس کا ذکر بار بار آئے گا۔ جو دنیا کا ایک عظیم ملک ہے جس کی مشرقی سرحدیں ایشیا میں ہیں اور مغربی جانب یورپ کے مغربی ممالک ہیں۔ بہت وسیع و عریض مملکت جو معدنیات کی کثرت اور سبزہ زاروں کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ روس کی بادشاہت صدیوں سے مضبوط چلی آ رہی ہے۔

آئیوان سوم (IVAN III) (۱۵۰۵ - ۱۴۶۲) پہلا روسی حکمران تھا جس نے "زار" (TZAR یا CZAR) کا لقب اختیار کیا جس کے معنے ہیں:-

روس کا شہنشاہ

1. EMPEROR OF RUSSIA
2. PERSON WITH GREAT AUTHORITY

زار وہ جو زبردست طاقت کا مالک ہو زار۔ سیزر کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔

NEW AGE ENCYCLOPEDIA

اور جو قیصر کا مترادف تھا۔ گویا اس طرح یاجوج نے دجالی کا حلیہ بھی اپنا لیا۔ اور وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ کی آیت کا مصداق بنتے ہوئے آئیوان سوم ہی وہ پہلا یاجوجی حکمران تھا جس نے ایشیا کی طرف یلغار کی باقاعدہ ابتدا کی

انگریز مؤرخ رینکسن لکھتا ہے۔

"ماسکو کی سلطنت کے معنے روسی نظریے کی توسیع تھا۔ زار عیسائیت کا مبلغ تھا۔ گویا وہ محافظ صلیب بھی تھا۔ زار آئیوان کی دوسری بیوی مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئی۔ زار کا خسر مسلمان تھا۔ آئیوان کی سلطنت میں دوسرے درجہ پر اہم شخص سیمن بیک تھا۔ یہ زار بینہ کا بھانجا تھا۔ یوں وقتی طور پر ماسکو پر چنگیز کے وارثوں کو غاصبانہ تسلط ملے۔

آئیوان کے بیٹے فیودور نے مسلمانوں کو عیسائی ہونے یا بڑے شہروں میں سے نکلنے میں سے ایک کے انتخاب پر مجبور کیا۔ جائیدادیں ضبط کر لیں مسلمان دوسرے درجہ کے شہری ٹھہرے۔ اٹھارھویں صدی کے نصف اول میں پیٹر اعظم اور اس کے جانشینوں خصوصاً زارینہ اینا کا عہد مسلم کشی کی بدترین مثال ہے۔

دجالی طاقتوں نے عیسائیت کا پرچار کیا۔ اسلام پہ پابندیاں لگائی گئیں۔ پیٹر اوّل نے وولگا میں یہ اعلان کیا کہ جو غیر روسی چھ مہینوں میں عیسائی نہ ہوں گے۔ ان کی زمینیں چھین لی جائیں گی۔

بیسویں صدی کے آغاز سے ہی روس میں عہد زار کا زوال تیزی سے اپنے منطقی انجام کی طرف بڑھنے لگا تھا ۱۹۰۵ء میں روس جاپان کے ساتھ جنگ میں ایک ذلت آمیز ہزیمت اٹھا چکا تھا۔ زار روس نکولس دوئم قوم کے اعتماد سے محروم ہو چکا تھا۔ ملک میں ہڑتالوں کا زور تھا۔ ادارے اپنی حیثیت واہمیت کھو بیٹھے تھے۔ زار اپنی تشکیل کردہ قومی اسمبلی Duma کو جب چاہتا توڑ دیتا تھا۔ غرضیکہ ایک نظام کی تباہی اور دوسرے نظام کی تعمیر کے اسباب اکٹھے ہو چکے تھے۔ اور آخری فوری سبب جنگ عظیم اوّل روسی شہنشاہیت کی تباہی اور بربادی کا بنا۔

لیکن ان سب اسباب سے پہلے ۱۵ ر اپریل ۱۹۰۵ء کو زمانے کے مامور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام الہاماً یہ پیش خبری سنا چکے تھے کہ:-

اک نشان ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر و مرغزار
آئے گا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب
اک برہنہ سے نہ ہوگا یہ کہ تا باندھے ازار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگِ یاسمن
صبح کر دے گی انہیں مثلِ درختانِ چنار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ۱۵؍اپریل ۱۹۰۵ء)

گویا ۱۵؍اپریل ۱۹۰۵ء کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے زار روس کے بارے میں اپنی اس نظم میں پیشگوئی فرمائی کہ وہ ایک ہولناک نشان کی زد میں آکر بحالِ زار ہو جائے گا۔ ؎

مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

پیشگوئی میں مذکور فوق العادت نشان ۱۹۱۴ء میں جنگ عالمگیر اوّل کی صورت میں ظاہر ہوا۔ جس کے نتیجہ میں زار روس رومانوف نکولس ثانی اللہ تعالیٰ کے اسی قہری نشان کا شکار ہوا۔ جس کا ذکر پیشگوئی میں کیا گیا تھا۔ جس وقت وہ تخت نشین ہوا تو اس کے تکبر اور نخوت کا یہ عالم تھا کہ اس نے اعلان کیا کہ "اس کی زار شاہی ازلی و ابدی ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ زار روس اپنے وقت کا سب سے زیادہ طاقتور اور با اختیار حکمران تھا۔ اس کی جاہ و حشمت کی نظیر یورپین سلاطین میں کم ہی ملے گی۔ اس کی سطوت و جبروت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے بادشاہ اس کی نگاہِ کرم کے محتاج نظر آتے تھے۔ شاید اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی نے اس کو اسی لئے اپنا نشانہ بنایا کہ وہ اپنے وقت کی سب سے وسیع و عریض سلطنت کا مالک اور سب سے طاقتور بادشاہ تھا۔ اور فرعون کی طرح اپنی مطلق العنان حکومت کو ازلی و ابدی سمجھتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے امام الزمان کے ذریعہ سے اس کی ہلاکت کی پیشگوئی کروائی۔ نیز اسی لئے بھی کہ آسمان کی چھت کے نیچے اس کی سلطنت میں ہی رعایا پر اور سب ممالک سے بڑھ کر ظلم و ستم ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اپنی مخلوق کی حالت زار پر نظر کی اور ایک آسمانی صاعقہ کے ذریعہ زار کا حال زار کر دیا۔

پھر زار کے قہر الٰہی کا نشانہ بننے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ زار شاہی صلیبی قوت کا بڑا سرچشمہ تھی۔ سو اللہ تعالیٰ نے حضرت کاسر صلیب سے ہی یہ پیشگوئی کروائی۔ اور صلیبی قوت کے اس مضبوط قلعہ کو مسمار کر دیا۔

حضور نے اگرچہ زار روس کے متعلق یہ پیشگوئی ۱۵؍اپریل ۱۹۰۵ء کو شائع فرمائی۔ مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو یہ اعلام یقیناً اس سے پہلے ہوا۔ چنانچہ یہی وہ زمانہ ہے جبکہ روس میں مزدوروں کی جدوجہد ایک انقلابی سرگرمی میں تبدیل ہو گئی۔ اور اسی کے نتیجہ میں بالآخر زار کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا۔ چنانچہ ۱۹۰۵ء کے شروع ہوتے ہی روس میں یہ واقعات رونما ہوئے۔

"ہم سینٹ پیٹرز برگ کے مزدور، بیویاں اور بچے اور کسمپرسی کی حالت میں ہمارے بوڑھے والدین۔ اے ہمارے تاجدار! تیرے انصاف اور تیری پناہ کی فریاد کرتے ہوئے تیرے قدموں میں حاضر ہوئے ہیں۔ نکبت و ادبار اور شدید مفلسی کا شکار ہو کر ہم ظلم و استبداد کی چکی میں پس رہے ہیں۔ ناقابل برداشت محنت اور مشقت کے بوجھ تلے دبے چلے جا رہے ہیں۔ ہمیں ذلیل کیا جاتا ہے۔ انسان نہیں سمجھا جاتا ہم نے صبر سے یہ تکالیف برداشت کیں۔ مگر اب ہمیں پہلے سے بھی زیادہ غربت و افلاس کے نیز مطلق العنانی اور ظلم کے گڑھوں میں نیچے سے نیچے دھکیلا جا رہا ہے صبر کی طاقت ہمارے اندر ختم ہو چکی ہے اور آخر وہ گھڑی جس کا ڈر تھا آن پہنچی ہے۔ جبکہ ہم ان ناقابل برداشت سختیوں اور مظالم کو مزید برداشت کرنے کی بجائے موت کو ترجیح دیتے ہیں۔"

اس تحریک نے پہلے پہل زار اور اس کے امراء کے ظلم و ستم اور بے کس مزدوروں اور کسانوں کے ساتھ کی جانے والی ناانصافیوں کے خلاف آواز اٹھائی۔ شروع شروع میں اس تحریک کے راہنماؤں کو زار کے مظالم کا تختہ مشق بننا پڑا۔ لیکن آہستہ آہستہ یہ تحریک زور پکڑتی چلی گئی۔ پسماندہ طبقہ بیدار ہونے لگا۔ زار کی ہیبت و جبروت کا سکہ مٹنے لگا۔ ملک میں بڑے بڑے مظاہرے اور ہڑتالیں ہونے لگیں جنہیں سختی سے دبا دیا گیا۔ آخر ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم چھڑ گئی۔ دوسرے لفظوں میں وہ موعود زلزلہ عظیمہ شروع ہو گیا جس کے دوران زار نے اپنے موعود انجام کو پہنچنا تھا۔ جنگ کے آغاز میں تو روسی فوجیں جرمنی کے علاقہ میں گھس گئیں اور روس کا پلہ بھاری نظر آنے لگا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس جابر حکومت کی نااہلیت کو طشت از بام کرنے کے لئے اس کے عسکری نظام کو ایسا مفلوج کر دیا کہ اس کو پے در پے ذلت آمیز شکستیں ہونے لگیں۔ پہلے تو ۱۹۱۵ء کے موسم بہار میں روسی فوجوں کا گولہ بارود ختم ہو گیا۔ اور رسل و رسائل کا سلسلہ درہم برہم ہو گیا۔ جبری طور پر بھرتی کئے ہوئے کسان اول تو بغیر تربیت یافتہ تھے پھر اس کے ساتھ سامان حرب کی قلت کا سامنا ہوا۔ بدنظمی کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ بہت انتظار کے بعد ایک مال گاڑی محاذ جنگ پر پہنچی۔ تو اس میں سے سامان حرب کی بجائے چھوٹی چھوٹی صلیبیں اور حضرت مسیح کی مورتیاں برآمد ہوئیں۔ شدید سردی اور برفباری میں لڑنے والے سپاہیوں کے لئے جوتوں کی ایک مال گاڑی محاذ پر پہنچی۔ فوجیوں کی مایوسی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ تمام جوتے ایک ہی پاؤں کے نکلے۔

الغرض فوجیوں کے حوصلے پست سے پست تر ہوتے چلے گئے ادھر جرمن جرنیل وان ہنڈن برگ نے روسی فوجوں کو دلدلوں میں گھیر کر ان کا صفایا شروع کر دیا۔ بدانتظامی اور نااہلی کے سبب ملک میں شدید قحط پیدا ہو گیا۔ ضروریات زندگی سخت گراں ہو گئیں۔ اور زار شاہی کے خلاف سخت نفرت کے جذبات پیدا ہو گئے۔

زاریتہ جو سخت توہم پرست اور جادو اور ٹونوں کی طرف مائل تھی ایک بدکار، مکار پادری گریگوری راسپوٹین کے دام تزویر میں گرفتار ہو گئی۔ وہ اور زار دونوں اس کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن گئے۔ اور اس وجہ سے زار کی حکومت اور بھی بدنظمی کا شکار ہو گئی۔ اور زار کے خلاف رعایا کے جذبات سخت مشتعل ہو گئے۔ جب محاذ پر فوجوں کی حالت سخت ابتر ہو گئی۔ تو فوجی کارروائیوں کی نگرانی کے لئے زار خود محاذ پر پہنچ گیا۔ اچانک زار کی غیر حاضری میں گورنر کی بعض غلطیوں کی وجہ سے لوگوں میں جوش بھڑک اٹھا۔ اور فساد رونما ہو گیا۔ زار کو بذریعہ تار محاذ پر اس فساد کی اطلاع ملی جسے اس نے بالکل معمولی خیال کیا۔ حکومتوں کے خلاف اس قسم کے ہنگامے ہو ہی جایا کرتے ہیں۔ اور اس قدر مضبوطی سے قائم حکومتیں ایسے فسادات سے یکدم نہیں مٹ جایا کرتیں۔ مگر اس وقت خدائے مقتدر کی تقدیر کا ہاتھ کام کر رہا تھا۔ زار نے فساد ہونے کی اطلاع پر گورنر کو سختی کرنے کا حکم بھیجا۔ مگر اس سختی نے خلاف معمول الٹا اثر کیا۔ لوگوں کا جوش اور بھی بڑھ گیا زار نے گورنر بدل دیا۔ پھر بھی ہنگامہ فرو نہ ہوا۔ آخر زار خود دارالحکومت کی طرف چلا۔ راستے میں اس کو مشورہ دیا گیا کہ عوام کا جوش بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اور اسے دارالحکومت کی طرف نہیں جانا چاہئے۔ مگر خالق کی تقدیر کی تاروں میں الجھا ہوا زار اپنے تکبر اور غرور کے نشے میں دارالحکومت کی طرف بڑھتا ہی چلا گیا۔

اب ہم اس کی حالت زار کی تفصیل کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ پیشگوئی سے صاف ظاہر ہے کہ زار بغاوت کے نتیجہ میں مارا نہیں جائے گا۔ کیونکہ ایسی موت کو حالت زار نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ وہ بتدریج تکلیف دہ عذابوں میں مبتلا ہوتا چلا جائے گا۔ ۱۵؍مارچ ۱۹۱۷ء کو تخت سے دستبردار ہونے پر زار حسرت کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہوا کہ:-

"مجھے جہاں بھی چاہو بھیجو۔ وہاں جانے کے لئے تیار ہوں اور ہر ایک فیصلے کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہوں"

یہ الفاظ اس شہنشاہ کے ہیں جو اپنے زمانہ میں دنیا کا ایک عظیم مطلق العنان بادشاہ تھا۔ اس کے بعد اس کی جو حالت ہوئی اس کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک عرصہ تک زار روس اور اس کا خاندان ٹوبالسک (TOBOLSK) واقعہ سائبیریا میں زندگی کے تکلیف دہ دن کاٹتا رہا۔ اس کا چوبی مکان اس قدر سرد ہو جاتا تھا کہ زار کے خاندان کو شام کو نوکروں کے کمروں میں پناہ گزین ہونا پڑتا تھا۔ دھواں دینے والا مٹی کا تیل لیمپ میں جلتا تھا۔ شہزادیوں کا لباس پھٹا ہوا تھا۔ مگر وہ اسی کو پہن کر باہر نکلتی تھیں خود نکولس (یعنی زار) دن بدن زیادہ افسردہ اور خاموش ہوتا چلا گیا۔

۷؍نومبر ۱۹۱۷ء میں کامیاب بالشویک بغاوت کے بعد زار کی حالت اور بھی زار ہو گئی۔ زار کو [illegible] ایک غلیظ اور تنگ و تاریک کوٹھڑی میں رہنا پڑا جہاں چوہوں کے بل۔ چڑیوں کے گھونسلے [illegible] مکڑی کے جالے تھے۔ آخرکار زار کو اپریل ۱۹۱۸ء میں جبل یورال کے مشرق میں ایک چھوٹے سے قصبہ اکیسٹرن برگ (EXATERIN BURG) بھیج دیا گیا یہاں اسے دو کمروں کے ایک بوسیدہ مکان میں رکھا گیا۔ سوویٹ حکومت نے اس کے کھانے پینے پر بھی تنگی کر دی۔ دن میں دو مرتبہ سیاہ آٹے کی روٹی اور سبزیوں کا گاڑھا شوربا دیا جاتا۔ نگران سپاہی شاہی خاندان کے ساتھ نہایت ہی ظالمانہ سلوک کرتے۔ ایک دن ایک ظالم سپاہی نے زارینہ کا بٹوا چھین لیا۔ اور یہ کہہ کر نقدی نکال لی کہ تمہیں اب روپیہ کی ضرورت نہیں۔

زار کے بیمار بچے کو وحشی سپاہی زار اور زارینہ کے سامنے نہایت بے دردی سے زد و کوب کرتے اس کی بیٹیوں کو نہائت غیر شائستہ طریقوں سے تنگ کرتے اور آوازے کستے۔ لیکن ان مظالم سے ان کے انتقام کی پیاس نہ بجھی ایذاء رسانی کے نئے سے نئے طریقے ایجاد کئے جاتے۔ آخر ایک دن زارینہ کو سامنے کھڑا کر کے اس کی نوجوان بیٹیوں کی عصمت دری کی گئی جب زارینہ روتے ہوئے اپنا منہ دوسری طرف کر لیتی تو سنگدل سپاہی سنگینیں مار مار کر اس کو ادھر منہ کر کے دیکھنے پر مجبور کرتے۔ چند جو ظالم وحشی درندوں کی طرح نوجوان شہزادیوں کے ساتھ حیاسوز اور بہیمانہ کارروائیوں کے مرتکب ہو رہے تھے۔

آخر ۱۶؍جولائی ۱۹۱۸ء کی گھٹا ٹوپ اندھیری رات میں ایک نقاب پوش کمانڈر مکان کے اندر داخل ہوا اور شاہی خاندان کو جگاتے ہوئے اس نے بلند آواز سے کہا کہ شہر میں سخت بلوہ ہو گیا ہے۔ بلوائی آپ لوگوں کو قتل کرنے کے لئے امڈے چلے آ رہے ہیں۔ اس لئے جلد تہہ خانہ میں چھپ جائیے۔ کمانڈر کے یہ الفاظ سن کر سب پر خوف اور ڈر کے مارے لرزہ طاری ہو گیا۔ زارینہ کے لئے کھڑا ہونا بھی مشکل ہو گیا۔ وہ بدقت تہہ خانہ [illegible] ہوئی کرسی پر بٹھا دیا گیا۔ ان لوگوں کا نیچے اترنا تھا کہ سپاہی تہہ خانے میں آن دھمکے۔ اور للکار کر کہنے لگے کہ:-

”تمہارے حامیوں نے تخت بچانے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ اب موت کے لئے تیار ہو جاؤ۔“

اس کے بعد ایک سپاہی نے یکایک گولی چلا دی جو زار کے جگر کو چیرتی ہوئی گزر گئی۔ زار کے گرتے ہی گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی۔ زارینہ اور شہزادیوں نے چیختے چلاتے ایک دوسرے کے پیچھے چھپ کر اپنے آپ کو بچانے کی ناکام کوشش کی۔ سپاہیوں نے ان کے سینوں میں سنگینیں گھونپ گھونپ کر ان کی چیخوں کو خاموش کر دیا۔ لاشیں تڑپ تڑپ کر ٹھنڈی ہو گئیں۔ اس بھیانک انجام پر رونے والا بھی کوئی نہ تھا۔ سوائے ایک کتیا کے جو لاشوں کے درمیان اپنی ننھی مالکہ کو ڈھونڈتی پھرتی تھی۔ ظالم سپاہیوں کو ان لاشوں کے ساتھ اس کتیا کی ہمدردی بھی شاق گزری۔ اور ایک سپاہی نے اس کتیا کو بھی سنگین سے جا لیا۔ اس کے بعد سپاہیوں نے لاشوں کے ٹکڑے ٹکڑے کئے ان پر مٹی کا تیل چھڑکا اور آگ لگا دی۔ اور اللہ کے مامور کی بات پوری ہوئی۔

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

۱۵؍اپریل ۱۹۰۵ء کو زار روس اس وقت کے ایک عظیم مطلق العنان شہنشاہ روس کی حالت زار کے بارے میں جو پیشگوئی کی گئی تھی۔ اس کے مطابق زار روس کی حالت زار پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق سولہ سال کے اندر اندر ۱۶؍جولائی ۱۹۱۸ء کو اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔

(ماہنامہ انصار اللہ دسمبر ۱۹۹۰ء)

فاعتبروا یا اولی الابصار

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

تبلیغی و تربیتی مساعی

سکندرآباد میں احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، ناظر اعلیٰ قادیان نے پُرسوز دعا کے ساتھ مسجد مبارک قادیان کی اینٹ نصب فرمائی

مورخہ ۱۸؍جولائی ۹۳ء بروز اتوار بعد نماز عصر تا چار بجے کے علاقے میں جماعت احمدیہ سکندرآباد کی مسجد کے سنگ بنیاد کی بابرکت تقریب منعقد ہوئی تقریب میں سکندرآباد حیدرآباد اور قرب و جوار کے احمدی و غیر احمدی مرد و زن [illegible] نے شرکت کی۔ تقریب سعید کا آغاز محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی صدارت میں خاکسار کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا بعدہ مکرم سلیم احمد صاحب آف سکندرآباد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عارفانہ منظوم کلام

حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی

خوش الحانی سے سنایا۔ ازاں بعد محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب امیر جماعت احمدیہ سکندرآباد و آندھرا پردیش نے قرآنی دعا رب ادخلنی مدخل صدق۔ کی تلاوت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور شکر ادا کیا آپ نے فرمایا کہ سکندرآباد میں جماعت کا قیام ۱۹۱۵ء میں ہوا تھا اب تک ہماری کوئی باقاعدہ مسجد نہ تھی ایک مخصوص جگہ میں نمازیں ادا ہوتیں جو اب تنگ ہو رہی تھی سیدنا حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں صورتحال تحریر کی گئی آپ نے از راہ شفقت ایک خطیر رقم عنایت فرمائی اور باقی رقم آندھرا پردیش سے بصورت چندہ جمع کرنے کی منظوری مرحمت فرمائی بفضلہ تعالیٰ حضور انور کی دعاؤں کی برکت سے چند روز میں موزوں جگہ کا انتظام ہو گیا اور چند فٹ کی گہرائی سے پانی بھی مل گیا فالحمد للہ اس موقعہ پر موصوف نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

صدر اجلاس محترم صاحبزادہ صاحب نے اپنے خطاب میں بیت اللہ کی تعمیر اور حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام کی دعا ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مساجد کی تعمیر کے ساتھ ضروری ہے کہ ان کو آباد کرنے والے زیادہ سے زیادہ نمازی پیدا کئے جائیں موصوف نے اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات بالخصوص نماز سے محبت احادیث کی روشنی میں دلنشین انداز سے بیان فرمائی۔ اور مسجد مبارک قادیان کی ایک اینٹ دعا کے ساتھ بطور سنگ بنیاد نصب فرمائی بعدہ امیر و نائب امیر صاحب صوبائی امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد، مبلغ انچارج صاحب اور ذیلی تنظیموں کے نمائندوں نے اینٹیں نصب کیں دعا کے ساتھ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ آخر پر جملہ حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ اس موقعہ پر ایک سعید روح کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔

تقریب کے جملہ انتظامات مکرم محمد سلطان احمد الہ دین صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے خدام کے تعاون سے سرانجام دیئے۔ زمین کے حصول اور تعمیر کے سلسلہ میں ضروری امور مکرم سیٹھ مہر دین صاحب نائب امیر آندھرا پردیش سرانجام دے رہے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ جلد از جلد اس مسجد کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔

(سلطان احمد ظفر مبلغ انچارج آندھرا)

جماعت احمدیہ کشمیر کی صوبائی مشاورت

۴، ۵؍جولائی ۹۳ء کو مسجد احمدیہ سری نگر میں جماعت احمدیہ کشمیر کو صوبائی مشاورت کے انعقاد کی توفیق ملی۔ مشاورت میں صوبہ بھر سے ۵۴ نمائندگان نے شرکت کی۔ دوران مشاورت تین اجلاس ہوئے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد دعا ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ کا پیغام احباب کو سنایا گیا۔ مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ انچارج نے قرآن مجید احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سناتے ہوئے تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ مکرم عبد الحکیم صاحب دانی جنرل سیکرٹری نے ایجنڈا و سابقہ کارروائی پر جائزہ پیش کیا اور خامیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اصلاح کے طریق کار پر روشنی ڈالی۔ مشاورت میں پیش کی جانے والی جملہ تجاویز کی منظوری کے لئے حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں سفارشات کی گئیں۔ درج ذیل امور پر بالخصوص غور و خوض کیا گیا۔

انتخاب لوکل عہدیداران، تبلیغ، تربیت، تعلیمی [illegible]۔ ریڈنگ روم و بک شاپ، مرکزی اجتماعات و جلسہ سالانہ قادیان۔ تعمیر مساجد۔ بزرگان جماعت کا تذکرہ۔ اشاعت لٹریچر، خدمت خلق کے کام و دواخانوں کا قیام۔ خدمت، انسانیت اور دیگر اقتصادی امور۔

جملہ نمائندگان کے قیام و طعام کا انتظام سری نگر کے احمدیہ مشن سے کیا گیا۔ فالحمد للہ۔

(عبد الحمید ٹاک امیر جماعتہائے احمدیہ کشمیر)

کوڈالی (کیرالہ) میں تربیتی اجلاس

جماعت احمدیہ کوڈالی کا تربیتی اجلاس ۱۱؍جولائی کو بعد نماز مغرب و عشاء احمدیہ مسجد میں منعقد ہوا جس کی صدارت مکرم A.P کنجاموصاحب امیر جماعت احمدیہ کیرلہ نے فرمائی۔ تمام مرد و زن نے جلسہ میں شرکت کی۔ مکرم سی میز احمد صاحب کی تلاوت کے بعد محترم صدر اجلاس نے افتتاحی تقریر میں جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے بزرگان سلف کی قربانیوں کو زندہ رکھنے کے سلسلہ میں احباب کو توجہ دلائی۔ بعد ازاں مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ۔ مکرم بی منصور احمد صاحب نائب امیر۔ مکرم B.M کویا صاحب ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ کیرلہ نے حاضرین سے خطاب کیا۔ اختتامی صدارتی تقریر اور دعا کے ساتھ اجلاس برخاست ہوا۔

(O.M نثار احمد کوڈالی)

پنگاڈی (اڑیسہ) میں دو روزہ تبلیغی دورہ

۴؍جولائی کو جماعت احمدیہ کے ایک تبلیغی وفد نے ۵۰ کلومیٹر دور ریگڑا نامی قصبہ میں ایک جلسہ شام سات بجے منعقد کیا جس کی صدارت مقامی صدر مکرم جمعہ خانصاحب نے کی مکرم محمد سبحان صاحب کی تلاوت اور مکرم جوگی خانصاحب کی نظم خوانی سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ بعدہ مکرم محمد عبد الرحمٰن صاحب زعیم مجلس۔ مکرم مولوی عبد الحق صاحب انسپکٹر وقف جدید اور صدر اجلاس نے تقاریر کیں۔ جلسہ میں اڑھائی صد کے قریب مرد و زن نے شرکت کی۔ اگلے روز ۵؍جولائی کو وفد کملادھی (ہندو قصبہ) پہنچا گاؤں کے مکھیا سے مل کر ایک جلسہ کا پروگرام بنایا جس کے لئے گاؤں والوں نے بھرپور تعاون کیا بعد نماز مغرب و عشاء مکرم رمیش چندر مسرا (ریٹائرڈ سرکاری افسر) کی زیر صدارت مکرم محمد شفیع صاحب کی تلاوت اور مکرم شاہباز صاحب کی نظم خوانی سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ بعدہ مکرم محمد سبحان صاحب۔ مکرم محمد عبد الرحمٰن صاحب مکرم محمد عبد الحق صاحب انسپکٹر وقف جدید مکرم جمعہ خانصاحب صدر جماعت احمدیہ پنگاڈی نے تقاریر کیں جن میں اسلام کی پر امن تعلیم اور کلنکی اوتار کے ظہور سے حاضرین کو آگاہ کیا گیا صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ اجلاس برخاست ہوا۔ جلسہ میں ۵۰۰ کے قریب مرد و زن نے شرکت کی۔

(شمس الدین خاں معلم وقف جدید پنگاڈی)

پیتھہ پریم (کیرلہ) میں پانچ روزہ تربیتی کلاس و اجتماع

جماعت احمدیہ پیتھہ پریم کے زیر اہتمام ۲۵ تا ۲۹ مئی احمدیہ مسجد میں تربیتی کلاس منعقد ہوئی جس میں ملاپورم کی چھ جماعتوں سے ۱۰۰ سے زائد خدام و اطفال نے [illegible] اجلاس منعقد ہوا تلاوت و نظم خوانی کے بعد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے اخلاق فاضلہ و سیرت و سوانح۔ خلافت کی برکات۔ اطاعت و فرمانبرداری، تربیتی امور۔ مومنوں کی علامات و ذمہ داریاں۔ نماز کی اہمیت، ذکر الٰہی باشرح چندوں کی ادائیگی۔ خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں عنوانات کے تحت کلاسیں لگیں۔ ۳۰؍مئی کو مجلس خدام الاحمدیہ ملاپورم کا تربیتی اجتماع صبح ۹ بجے منعقد ہوا جس میں خدام و اطفال کے علمی مقابلہ جات ہوئے اول دوم سوم آنے والوں کو انعامات دیئے گئے۔

تربیتی کلاسوں و اجتماع میں درج ذیل احباب نے حصہ لیا۔

مکرم اے پی کنجاموصاحب امیر جماعت احمدیہ کیرلہ۔ مکرم مولوی محمد ابو الوفا صاحب مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج۔ مکرم مولوی محمد ایوب صاحب مبلغ سلسلہ مکرم مولوی کے محمود صاحب مبلغ سلسلہ مکرم ڈی احمد سعید صاحب صوبائی سیکرٹری تربیت مجلس خدام الاحمدیہ مکرم پی عبد الکریم صاحب صدر جماعت۔ مکرم سی کے بیران صاحب سیکرٹری تربیت مکرم سی ایچ عبد الشکور صاحب آف پینگاڈی۔ مکرم سی کے ظفر اللہ صاحب۔ مکرم سی کے قمر الدین صاحب مکرم پی محمد سلیم صاحب۔ عزیزی پی عبد الحمید صاحب نیز خاکسار۔

(خاکسار سی ایچ عبد الرحمٰن معلم وقف جدید)

اعلانِ نکاح

مکرم سید خلق اللہ مسلم صاحب ابن مکرم مولوی سید انصار اللہ مسلم صاحب معلم وقف جدید کا نکاح طاہرہ شاہین صاحبہ بنت مکرم محمد شاہ صاحب بھدرک کے ہمراہ مبلغ پندرہ ہزار پانچ صد پانچ روپے ۱۵۵۰۵ حق مہر پر مکرم مولوی ہارون رشید صاحب مبلغ سلسلہ بھدرک نے ۹۳/۶/۴ بروز جمعۃ المبارک پڑھا۔ اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت و مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے سید خلق اللہ صاحب حضرت مولوی سید شفیق الدین صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے ہیں۔ (اعانت بدر پچاس روپے)

(سید انوار الدین احمد سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ سونگھڑہ)

ایک بوسنین انسان کی ظلم بھری دِلدوز داستان

ذیل میں ایک مظلوم بوسنین مسلمان مسٹر سمیر کی دل ہلا دینے والی داستان اُن کی اپنی زبانی پیش ہے - یہ مضمون مکرم منیر احمد صاحب جاوید اُف لنڈن نے جرمنی میں احمدیہ بوسنین سیل کے جناب خلیل احمد خان کی طرف سے بھجوایا ہے - یہ خوفناک داستان سرب عیسائیوں کی دہشت گردی کی ایک چھوٹی سی مثال ہے - مضمون کا ترجمہ مکرم بلال احمد صاحب شمیم اُف قادیان نے کیا ہے ۔ (ادارہ)

میں KOZARAC کا باشندہ ہوں ۔ میری عمر ۲۱ سال ہے KOZARAC کی آبادی ۲۵۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے ۔ جس میں بیشتر لوگ مسلمان ہیں ۔ اس کے اِردگرد SERB رہتے ہیں ۔ ۲۴ر مئی ۹۲ء کو انہوں نے KOZARAC پر بمباری شروع کر دی ۔ جو کہ اگلے روز بھی رات تک جاری رہی ۔ جس کی وجہ سے ہمارے شہر کے ایک حصّے کے لوگ نہایت بیدردی سے ہلاک کر دیئے گئے ۔ ۲۶ر مئی ۹۲ء کو سرب ہمارے گھروں میں گھس آئے اور ہماری عورتوں ، بچّوں اور سب کو گھروں سے باہر نکال دیا ۔ کچھ کو مار دیا کچھ کو اپنے ساتھ لے گئے ۔ اور مرد ، عورتوں اور بچّوں کو الگ کر دیا ۔ کچھ آدمیوں کو OMARKA اور KERATERM لے گئے جس گروپ میں میں شامل تھا اُسے TRNOPOGE لے گئے ۔ جب ہم TRNOPOGE آئے تو روزانہ وہ ۱۳-۱۰ آدمیوں کو لے جاتے یہ آدمی پھر واپس نہیں آتے تھے ۔ پتہ نہیں وہ اُن کا کیا کرتے تھے ۔ اور کہاں لیجاتے تھے ۔ پھر وہ عورتوں اور بچّوں کو TRAVNIK لے گئے اور مَردوں کو ان سے الگ کر دیا ۔ LOGOS میں شروع میں ۵-۶ ہزار افراد تھے لیکن آخر میں وہاں صرف ۱۳۰۰ افراد رہ گئے ۔ وہ مَردوں کو نامعلوم جگہ لے جاتے تھے ۔ مجھے انہوں نے تین مہینے اپنے قبضہ میں رکھا ۔ کھانا انتہائی بدمزہ ہوتا تھا ۔ پہلے تین دن تو کچھ دیا ہی نہیں ۔ صرف پانی دیا ۔ روزانہ زدوکوب کی جاتی ۔ ہماری برداشت کی طاقت سے باہر ہو گیا ۔ اس کے بعد اخباری نمائندے آنے شروع ہوئے ۔ شام کے وقت لڑائی ، قتل و غارت شروع ہو جاتی ۔ ۲۱ر اگست ۹۲ء کو LOGOS کے کمانڈر نے کہا ، جو آزاد علاقہ میں جانا چاہتا ہے اُسے اجازت ہے ۔ پھر انہوں نے ہمیں بسوں میں بھر دیا ۔ اور کہا اب بغیر کسی مشکل کے ہمیں رہا کر دیا جائے گا جب بسیں روانہ ہوئیں تو سب ٹھیک تھا ۔ لیکن KOZARAC کے قریب روک دیا ۔ وہاں PRIJEDOR سے عورتوں اور بچّوں کا قافلہ ہمارے ساتھ کر دیا ۔ پھر ہمیں TRAVNIK کی طرف لے گئے ۔ BANJALUKA تک سب ٹھیک تھا ۔ لیکن BANJALUKA میں سے گزرتے وقت انہوں نے بدسلوکی شروع کر دی ۔ انہوں نے روپیہ ، سونا مانگنا شروع کر دیا ۔ اور کہا کہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے ۔ پھر انہوں نے کہا کہ اپنے سر نیچے کر لو ۔ اور اس طرح ہمیں دو گھنٹے تک سر ہلانے کی بھی اجازت نہ دی ۔ جب ہم VLASIC پہنچے تو انہوں نے سب کو اُتار کر قطار میں کھڑا کر دیا ۔ اس وقت ہم ۳۰۰-۲۸۰ افراد تھے ۔ پھر انہوں نے ہم سے لڑنا شروع کر دیا ۔ عورتوں اور بچّوں کو انہوں نے روانہ کر دیا ۔ باقی جو ۳۰۰ کے قریب مرد تھے انہیں دو بسوں میں بھر دیا ۔ دروازے بند کر دیئے ۔ اور RIFLE سے ہمیں مارنے لگے ۔ بسوں میں ہمارا دم گھٹنے لگا ۔ تقریباً دو سو میٹر چلنے کے بعد انہوں نے بسیں روک دیں ۔ وہاں ایک بہت بڑا گڑھا تھا جو تقریباً ۴۰۰-۳۰۰ میٹر گہرا تھا پہلی بس سے انہوں نے سب کو اُتار کر اس گڑھے کے سامنے بٹھا دیا ۔ اور پیچھے سے گولی مارنی شروع کر دی ۔ اس طرح انہوں نے سب کو مار دیا ۔ جس بس میں میں تھا اس میں سے ایک ایک کر کے انہوں نے باہر نکالا ۔ ہمیں اندر صرف بندوقوں کی آواز ۔ چیخ و پکار سُنائی دیتی تھی ۔ پہلے ایک ایک کر کے نکال رہے تھے پھر انہوں نے تین تین آدمی لینے شروع کر دیئے ۔ سامنے والے دروازے سے ایک ، پچھلے دروازے سے ایک اور بیچ میں سے ایک ۔ میں بیچ میں تھا ۔ مجھے آخر میں نکالا ۔ ہم تینوں کو RIFLE سے انہوں نے دھکا دیا ۔ جب میں باہر آیا تو مجھے گڑھے کے پاس خون ہی خون نظر آیا ۔ وہاں تین CETMIKS ہتھیار لئے مارنے کے لئے منتظر تھے ۔ جب میں اُن کی طرف بڑھ رہا تھا تو مجھے موت نظر آ رہی تھی ۔ جیسے ہی میں وہاں گڑھے کے قریب پہنچا میں نے بسم اللہ پڑھی اور گڑھے میں کود گیا ۔ تقریباً ۱۵۰ میٹر تک لڑھکنے کے بعد میں ایک درخت کے قریب رُک گیا ۔ اُس وقت بھی وہ لوگوں کو شوٹ (SHOOT) کر رہے تھے ۔ لوگ گولیوں سے بھُونے جا رہے تھے اور کھلونوں کی طرح گر رہے تھے ۔ میرے اُوپر ایک بہت بڑا پتھر آ کر گرا ۔ میرے تمام جسم ۔ سر اور پیر میں چوٹ لگنے کی وجہ سے میں خون سے لت پت تھا ۔ میں نے اپنی قمیص اُتار کر زخم پر باندھ لی ۔ اور چلنے لگا ۔ اسی وقت ایک آدمی نے کہا "وہ دیکھو وہ زندہ ہے" ۔ اس وقت شام کے ۵-۶ بجے کا وقت ہو گا ۔ میں ایک دریا کی طرف بڑھ رہا تھا ۔ اس کا نام ILONSKA ہے ۔ اندھیرا تھا ۔ میں نے دریا پار کیا ۔ زخموں کی وجہ سے بڑی تکلیف ہو رہی تھی ۔ اور میں دو دن کہیں نہ جا سکا ۔ اس کے بعد میں ۱۳ دن تک چلتا رہا مگر ہر جگہ مجھے سرب قاتل ہی نظر آتے تھے ۔ اتنے دن میں نے کھانا نہیں کھایا صرف گھاس اور جڑیں کھاتا رہا ۔ بس میں چلتا جاتا تھا اور دُعا کرتا جاتا ۔ تیرہویں دن میں ایک گاؤں میں پہنچا ۔ مجھے وہاں شور سُنائی دیا ۔ میں نے سوچا کہ یہ CETMIKS ہیں لہذا میں نے واپس جانے کا اِرادہ کیا ۔ اس خیال سے میں پانچ کلومیٹر پیچھے چلا آیا ۔ اور ایک دن انتظار کیا ۔ اگلے دن میں صبح صبح روانہ ہُوا ۔ بارش ہو رہی تھی ۔ تقریباً پانچ کلومیٹر چلنے کے بعد سطحِ زمین نظر آئی اور میں اُس گاؤں کے اندر داخل ہُوا ۔ میں نے دیکھا کہ کوئی ۲۰ میٹر کی دُوری پر سپاہی کھڑے ہیں ۔ میں نے سوچا کہ وہ CETMIKS ہیں ۔ اور واپس جانے لگا ۔ لیکن انہوں نے مجھے گھیر لیا ۔ اور میرا نام پوچھنے کے بعد کہا کہ تم ہمارے ہی آدمی ہو ۔ اور ٹھیک جگہ پر آئے ہو ۔ یہ سُن کر مجھے یقین نہیں آتا تھا ۔ مجھے وہ گاؤں میں لے گئے ۔ وہاں مجھے HVO اور ARMY BITT کے نشان دِکھائی دیئے ۔ وہ مجھے ہسپتال لے گئے اور علاج کیا ۔ دو ہفتوں کے بعد میں TRAVNIK چلا گیا ۔ وہاں ۱۰ دن رہا ۔ وہاں سے LOGOS میں رہنے کے لئے کاغذات حاصل کئے اور ZAGRES چلا آیا ۔ لیکن مجھے وہاں میرے کیمپ کے دوسرے ساتھی بھی مل گئے ۔ اور مجھے KARLOVAC لے گئے ۔ اس کے بعد UNHCR نے مجھے میرے بھائی کے ساتھ جرمنی بھیج دیا ۔ میرا بھائی TRNOPOGE میں میرے ساتھ تھا ۔ لیکن میں پہلے آ گیا تھا ۔ میرا ایک بھائی مارا گیا ـــ ایک MANJOCA میں تھا ۔ وہ بھی میرے پاس آ گیا ۔

—:)٭(:—

چندہ اِمداد مستحقین

جُملہ مجالس خُدّام الاحمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ حضور انور نے مجلس خُدّام الاحمدیہ بھارت کے بجٹ ۹۳-۹۲ء میں "اِمداد مستحقین" ایک نئی مد کی منظوری مرحمت فرمائی ہے ۔ اس مدّ میں جمع ہونے والے چندہ جات سے مستحق خُدّام کی مدد کی جائے گی ۔ ابتداءً اس کا بجٹ /25000 روپے رکھا گیا ہے لیکن اس مدّ میں ابھی برائے نام ہی وصولی ہو پائی ہے ۔

لہذا قائدین کرام اور ناظمینِ مال سے گزارش ہے کہ وہ اپنی مجلس کے خُدّام سے اُن کی استطاعت کے مطابق اِس مد میں چندہ وصول کریں اور انہیں بڑھ چڑھ کر ادائیگی کی تحریک کریں ۔ اِس سلسلہ میں اپنی مساعی سے دفتر کو بھی آگاہ کریں ۔

صدر مجلس خُدّام الاحمدیہ بھارت

درخواستِ دُعا

محترمہ تسنیمہ احمد صدر لجنہ اماء اللہ سرینگر مبلغ پانچصد روپیہ اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے اپنے بیٹوں کی دینی و دنیوی ترقی اور محترم فضل احمد صاحب کی صحت و عافیت کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں نیز ڈاکٹر سہیل احمد صاحب داماد مکرم فضل حق صاحب بیمار ہیں اُن کی کامل شفایابی کے لئے درخواستِ دُعا ہے ۔ (غلام رسول سیکرٹری مال جماعت احمدیہ سرینگر)

یاد دہانی

انسانی قدروں کی بحالی کیلئے سارا سال ہر جماعت جہاد کرے

"اس وقت دُنیا کو سب سے زیادہ انسانی قدروں کو بحال کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ انسانی قدریں، ہر پہلو سے پامال ہو رہی ہیں۔ ہر قسم کے جرائم بڑھ رہے ہیں اور ان کے نتیجہ میں انسانی ضمیر کچلا جا رہا ہے اور اکثر جگہ، تو یوں معلوم ہوتا ہے، کہ ضمیر دم توڑ چکا ہے۔ کوئی حیا، کسی قسم کی کوئی غیرت، انسانیت کی کوئی رمق بھی بعض جگہ دکھائی نہیں دیتی ..... انسانیت کو اس وقت انسان بننے کا پیغام دینے کی ضرورت ہے۔ انسانی قدروں کے لئے ایک عالمی سطح کا جہاد جاری کرنے کی ضرورت ہے۔ اس پہلو سے میں جماعت احمدیہ کو دعوت دیتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ انفرادی طور پر یا من حیث الجماعت، جماعت کی طرف سے یہ کوششیں کامیاب نہیں ہو سکتیں جب تک دُوسروں کو بھی اس معاملہ میں عقل دے کر اور دعوت دے کر ساتھ شریک نہ کریں ہمیں اس پیغام کو عام کرنا ہوگا۔ اور اگر جماعت احمدیہ کی طرف سے مثلاً حکومتوں کے سربراہوں کو بڑے بڑے دانشوروں کو اخباروں میں لکھنے والوں کو جو اہل قلم لوگ ہیں ان کو خطوط لکھے جائیں ان کو سارا سال اس طرف متوجہ کیا جائے اور مختلف تجاویز ان کے سامنے رکھی جائیں۔ تو پھر یہ ایک ایسی کوشش ہے جو ہو سکتا ہے کہ بعض ایسے دلوں میں بھی تبدیلی پیدا کر دے جو دل با اختیار ہیں جن کے پیچھے ایک قوم ہے ان ہاتھوں میں بھی یہ جنبش پیدا کر دیں جن کو عنان حکومت تھمائی جاتی ہے۔ جو ان دماغوں میں یہ تبدیلی پیدا کر دیں جن کی فکر قوم کی فکر بن جایا کرتی ہے ..... اور آئندہ سارا سال دُنیا کی ہر جماعت جو میرے اس پیغام کو سُن رہی ہے اس میں چھوٹے بڑے سب شریک ہو جائیں اگر بچے اپنی زبان میں ایک بات لکھ سکتے ہیں تو کیوں نہ لکھیں ....."

(خطبہ جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ یکم جنوری ۱۹۹۳ء)

آل اُتر پردیش صُوبائی کانفرنس

جملہ جماعت ہائے احمدیہ اُتر پردیش کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال صُوبائی کانفرنس اُتر پردیش مورخہ ۲۵ - ۲۶ ستمبر ۱۹۹۳ء بروز اتوار۔ سوموار، راٹھ میں منعقد ہوگی اس سلسلہ میں درج ذیل پتہ پر مکرم انوار محمد صاحب راٹھ صدر استقبالیہ کمیٹی سے خط و کتابت کریں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

پتہ :- مکرم انوار محمد صاحب احمدی۔

AHMAD BROTHERS
KOT BAZAR, RATH - 210043.
Distt :- HAMIR PUR (U.P.)

امتحان "انفاخ قدسیہ" ۲۸ نومبر ۹۳ء کو ہوگا!

قبل ازیں نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے امتحان دینی نصاب کی تاریخ ۲۶ ستمبر ۱۹۹۳ء بروز اتوار مقرر کی گئی تھی۔ لیکن چونکہ ماہ ستمبر میں ذیلی تنظیمات کے امتحانات ہو رہے ہیں اس لئے اب نظارت کی طرف سے لیے جانے والے امتحان دینی نصاب کی تاریخ **۲۸ نومبر ۱۹۹۳ء** بروز اتوار مقرر کی گئی ہے۔ اس امتحان کے لئے کتاب "انفاخ قدسیہ" مقرر ہے۔ احباب مطلع رہیں ⁂

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائیٹر سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ :- خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون :- ۶۲۹۴۴۳

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُتھرا جیولرز
M/s PARVESH KUMAR S/o SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS 4378/4 B. MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI - 110002 (INDIA)
PHONES :- 011-3263992, 011-3282643.
FAX :- 91-11-3755121, SHELKA NEW DELHI.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE :- 04524 - 649.
پروپرائیٹر :- حنیف احمد کامران، حاجی شریف احمد

بہترین ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

ارشادِ نبوی
احفظ لسانک
(تو اپنی زبان کی حفاظت کر)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبان دُعا :-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ مینگولین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں" (کشتی نوح)
NIR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.
پیش کرتے ہیں :- آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربڑ شیٹ، ہوائی چپل نیز ربڑ پلاسٹک اور کینوس کے جوتے

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
بانی پولیمرز کلکتہ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز :- 43 — 4098 - 5137 - 5206
YUBA
QUALITY FOOT WEAR